رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

الحکم

ہفتہ وار

مَن یَّنصُرِ اللّٰہَ یَنصُرکُم وَ یُثَبِّت اَقدَامَکُم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

شرح قیمت
ہر صورت میں پیشگی وصول ہوگی
مربیان الحکم سے عـــہ
معاونین الحکم سے عـــہ
عوام سے عـــہ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

سلسلہ القدیم جلد (۲۶) | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱/۲۸ فروری و ۷/۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء | سلسلہ الجدید جلد (۱) نمبر (۲۳) لغایت (۲۶)

اپنے مطلب کی باتیں

(۱)

اگرچہ میں نے الفضل کے ذریعہ اعلان کیا ہے کہ جب تک معقول انتظام نہ ہو میں الحکم کو ماہوار شایع کرونگا۔ لیکن ناظرین یاد رکھیں کہ میری انتہائی کوشش یہی ہوگی کہ وہ باقاعدہ اپنی مقررہ تاریخوں ہی پر شایع ہو۔ اس کو کامیاب بنانا اللہ تعالےٰ کے فضل کا کرشمہ ہے۔ جہانتک کوشش کا تعلق ہے ناظرین اپنی فرض شناسی کی قوت کو میری سعی سے متحد کریں۔

(۲)

الحکم کی اسی اشاعت سے وی پی کا سلسلہ شروع کردیا گیا ہے اور امید کیجاتی ہے کہ جن احباب کے نام ابھی وی پی نہیں گیا وہ ہروقت اسکے لئے مستعد رہیں گے۔ الحکم کے ذمہ انکا کچھ بقایا نہیں بلکہ الحکم کا انکے ذمہ بقایا ہے اس سے پیشتر ۱۹۱۹ء تک الحکم کا جو بقایا ناظرین کی طرف تھا اور جسکی تعداد ہزاروں تھی وہ میں نے بہ استثنائے بعض معاف کردیا تھا لیکن گزشتہ دو سال کا بقایا یہی ہو رہا ہے اسلئے اسکا اور پیشگی قیمت وصول کرنے کیلئے وی پی کرنا لازمی ہے۔ ممکن کیا اغلب ہے کہ جداگانہ خطوط کے ذریعہ اطلاع نہ دیجا سکے اسلئے ناظرین اس اطلاع کو ہی کافی سمجھیں اب وہ وقت نہیں رہا کہ وی پی واپس ہوتے رہیں تو پروا نہ کیجاوے اس اصول نے نہ صرف الحکم کو بلکہ بعض دوسرے اخبارات سلسلہ کو بھی سخت نقصان پہنچایا ہے۔ تشحیذ الاذہان اور نور کی رپورٹیں اس خصوص میں کم افسوسناک اور موثر نہیں ہیں بیدار جماعت اور فرض شناس قوم کے دامن پر یہ ایک دھبہ ہوگا کہ وہ اپنے پریس کو مضبوط نہ کرے

الحکم کے دائرہ اشاعت کی توسیع کیلئے جماعت کے معزز اور مخلص احباب کے نام پرچہ جاری کیا جاویگا اس یقین اور اعتماد کے ساتھ کہ وہ اسکے باقاعدہ خریدار ہیں کیونکہ یہ امر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی احمدی سلسلہ کے اس قدیم خادم کو جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا بازو قرار دیا ہو قبول نہ کرے اسلئے اس پہلو میں میں درخواستوں کا انتظار نہ کرونگا ہر احمدی کو اپنی اپنی جگہ تیار رہنا چاہئے کہ الحکم اسکے نام جاری کیا جاوے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا اور تراب منزل سے شایع ہوا۔

THE ALHAKAM

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

الحکم

ہفتہ وار

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

شرح قیمت
ہر صورت میں
پیشگی وصول ہوگی
مربیان الحکم سے
معاونین الحکم سے
عوام سے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

سلسلۂ القدیم جلد | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱/۲۸ فروری ۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء | سلسلۂ الجدید جلد نمبر (۲۳) تا (۲۶)

اپنے مطلب کی باتیں

(۱)

اگرچہ میں نے الفضل کے ذریعہ اعلان کیا ہے کہ جب تک معقول انتظام نہ ہو میں الحکم کو ماہوار شایع کرونگا۔ لیکن ناظرین یاد رکھیں کہ میری انتہائی کوشش یہی ہوگی کہ وہ باقاعدہ اپنی مقررہ تاریخوں ہی پر شایع ہو۔ اس کو کامیاب بنانا اللہ تعالےٰ کے فضل کا کرشمہ ہے۔ جہاں تک کوشش کا تعلق ہے ناظرین اپنی فرض شناسی کی قوت کو میری سعی سے متحد کریں۔

(۲)

الحکم کی اسی اشاعت سے وی پی کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے اور امید کیجاتی ہے کہ جن احباب کے نام ابھی وی پی نہیں گیا وہ ہر وقت اسکے لئے مستعد رہیں گے۔ الحکم کے ذمہ انکا کچھ بقایا نہیں بلکہ الحکم کا انکے ذمہ بقایا ہے اس سے پیشتر ۱۹۱۹ء تک الحکم کا جو بقایا انکے ناظرین کی طرف تھا اور جسکی تعداد ہزاروں تک تھی وہ میں نے بہ استثنائے بعض معاف کر دیا تھا لیکن گزشتہ دو سال کا بقایا ابھی ہو رہا ہے اسلئے اسکا اور پیشگی قیمت وصول کرنے کیلئے وی پی کرنا لازمی ہے۔ ممکن کیا اغلب ہے کہ جداگانہ خطوط کے ذریعہ اطلاع نہ دیجا سکے اسلئے ناظرین اس اطلاع کو کافی سمجھیں اب وہ وقت نہیں رہا کہ وی پی واپس ہوتے رہیں تو پرواہ نہ کیجائے اس اصول نے نہ صرف الحکم کو بلکہ بعض دوسرے اخبارات سلسلہ کو بھی سخت نقصان پہنچایا ہے۔ تشحیذ الاذہان اور نور کی رپورٹیں اس خصوص میں کم افسوسناک اور موثر نہیں ہیں بیدار جماعت اور فرض شناس قوم کے دامن پر یہ ایک دھبہ ہوگا کہ وہ اپنے پریس کو نقصان پہنچنے دے۔ الحکم کے دائرہ اشاعت کی توسیع کیلئے جماعت کے معززاور مخلص احباب کے نام پرچہ جاری کیا جائیگا اس یقین اور اعتماد کے ساتھ کہ وہ اسکے باقاعدہ خریدار ہیں کیونکہ یہ امر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی احمدی سلسلہ کے اس قدیم خادم کو جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا بازو قرار دیا ہو قبول نہ کرے اسلئے اس بارہ میں درخواستوں کا انتظار نہ کرونگا ہر ایک احمدی کو اپنی اپنی جگہ تیار رہنا چاہیئے کہ الحکم انکے نام جاری کر دیا جاوے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا اور تراب منزل سے شایع ہوا

ایوان خلافت

عام حالات سالانہ جلسہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیت میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی بلکہ روز بروز آپ کی مصروفیت بڑھتی چلی گئی اور بایں مصروفیت صحت بھی خاطر خواہ نہ رہی مگر اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں الحمد للہ آپ کی صحت اچھی ہے اور خدا کے فضل و کرم سے آپ ایک اہم تبلیغی تصنیف میں مصروف رہیں گزشتہ ایام کی مصروفیت تحفہ پرنس کی تیاری کی وجہ سے تھی پرنس آف ویلز اس اخبار کی اشاعت کے وقت تک کراچی پہونچ چکے ہوں گے بلکہ اغلب ہے کہ وہ ہندوستان کے کناروں کو خدا حافظ کہہ کر واپس ہو چکے ہوں انھوں نے ہندوستان اور یہاں بہت کچھ دیکھا اور مادی نظاروں اور اسباب سے بہرہ اندوز ہوئے لیکن کل ہندوستان میں جو چیز بہا قیمتی کبھی ختم نہ ہونے والی لازوال دولت کی صورت میں آپ کو ملی وہ تحفہ پرنس ہے۔

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ہاف ملین سے زاید جماعت کی طرف سے پیش کیا ہے یہ تحفہ ایک روحانی بادشاہ کی طرف سے ہے اور اس طرح پر بالکل سزاوار ہے کہ شاہاں بہ شاہاں میدہند

اس تحفہ کی قدر و قیمت اسکی خوبی اور کمال کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا مجھ کو صرف یہ بتانا ہے کہ احمدی جماعت ہی ایک مخلص جماعت ہے جس کے امام نے (خدا کے بے انتہا برکات اس پر ہوں) ہندوستان اور گریٹ برٹن کے شاہنشاہ کے نور نظر اور ولیعہد سلطنت کو تبلیغ اسلام کی۔ اور سلسلہ کے مقصد بعثت کو نظر انداز نہیں ہونے دیا۔ اس کے ساتھ ہی ہم کس امر کا اظہار بھی کرتا ہے کہ اس ایجی ٹیشن کے زمانہ میں جبکہ برٹش گورنمنٹ کے تمام برکات اور احسانات سے چشم پوشی کر کے فضول اور لغو شور مچایا جاتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کیجاتی ہے یہ امر برٹش گورنمنٹ کی بے تعصب پولیسی اور فراخدلی کی دلیل ہے۔ کہ شہزادہ ویلز کو وہ تحفہ پیش کرنے کے لئے اس جماعت کے امام کو فراخدلی سے اجازت دیجاتی ہے جو موجودہ عیسائی مذہب کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کرنے کے لئے خدا نے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قایم کی ہے اور یہ غلطیاں معمولی غلطیاں اور کمزوریاں نہیں بلکہ وہ عیسویت کی مذہبی عمارت کو بالکل گرا دیتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور ابنیت اور کفارہ کے غلط عقاید کو پاش پاش کر دیتا ہے اور انھیں اسلام میں لاتا ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ بہ حیثیت گورنمنٹ کوئی مذہب نہ رکھتی ہو مگر شخصی طور پر وہ عیسویت کی خادم ہے لیکن غور کرو کہ اس گورنمنٹ کی کتنی بڑی وسعت حوصلہ ہے کہ مذہبی آزادی کے عطا کرنے میں وہ اس حد تک تیار ہے کہ اپنے مذہب کے خلاف بھی سننے کے لئے کشادہ دل ہے بہرحال احمدی جماعت گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی جو تعلیم اپنے ہادی اور امام سے پاتی چلی آئی ہے اسکی بھی بڑی خصوصیت ہے اس گورنمنٹ کے ذریعہ ہم کو کامل مذہبی آزادی کا عطیہ ملا ہے۔

غرض حضرت خلیفۃ المسیح نے تحفہ پرنس پیش کر دیا ہے اس تحفہ کو جناب شہزادہ صاحب نے نہایت محبت سے قبول فرما لیا ہے اور اس کے پڑھنے کا بوقت فرصت وعدہ فرما لیا ہے مجھے یقین ہے کہ واپسی کے وقت جبکہ وہ اپنی مصروفیتوں میں

(سلسلہ صفحہ ۔ پر دیکھو)

ایوان خلافت

عام حالات سالانہ جلسہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیت میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی بلکہ روز بروز آپ کی مصروفیت بڑھتی چلی گئی اور بایں مصروفیت صحت بھی خاطر خواہ نہ رہی مگر اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں الحمدللہ آپ کی صحت اچھی ہے اور خدا کے فضل وکرم سے آپ ایک اہم تبلیغی تصنیف میں مصروف رہیں گزشتہ ایام کی مصروفیت تحفہ پرنس کی تیاری کی وجہ سے تھی پرنس آف ویلز اس اخبار کی اشاعت کے وقت تک کراچی پہونچ چکے ہوں گے بلکہ اغلب ہے کہ وہ ہندوستان کے کناروں کو خدا حافظ کہہ کر واپس ہو چکے ہوں انھوں نے ہندوستان اور برما میں بہت کچھ دیکھا اور مادی نظاروں اور اسباب سے بہرہ اندوز ہوئے لیکن کل ہندوستان میں جو چیز نہایت قیمتی کبھی ختم نہ ہونے والی لازوال دولت کی صورت میں آپ کو ملی وہ تحفہ پرنس ہے۔

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ہاف ملین سے زاید جماعت کی طرف سے پیش کیا ہے یہ تحفہ ایک روحانی بادشاہ کی طرف سے ہے اور اس طرح پر بالکل سزاوار ہے کہ شاہاں بہ شاہاں مید ہند

اس تحفہ کی قدر و قیمت اسکی خوبی اور کمال کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا مجھ کو صرف یہ بتانا ہے کہ احمدی جماعت ہی ایک مخلص جماعت ہے جس کے امام نے (خدا کے بے انتہا برکات اس پر ہوں) ہندوستان اور گریٹ برٹن کے شاہنشاہ کے نور نظر اور ولیعہد سلطنت کو تبلیغ اسلام کی۔ اور سلسلہ کے مقصد بعثت کو نظر انداز نہیں ہونے دیا۔ اس کے ساتھ ہی مجھ کو اس امر کا اظہار بھی کرنا ہے کہ اس ایجی ٹیشن کے زمانہ میں جبکہ برٹش گورنمنٹ کے تمام برکات اور احسانات سے چشم پوشی کرکے فضول اور لغو شور مچایا جاتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کیجاتی ہے یہ امر برٹش گورنمنٹ کی بے تعصب پولیسی اور فراخدلی کی دلیل ہے۔ کہ شہزادہ ویلز کو وہ تحفہ پیش کرنے کے لئے اس جماعت کے امام کو فراخدلی سے اجازت دیجاتی ہے جو موجودہ عیسائی مذہب کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کرنے کے لئے خدا نے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قایم کی ہے اور یہ غلطیاں معمولی غلطیاں اور کمزوریاں نہیں بلکہ وہ خود عیسویت کی مذہبی عمارت کو بالکل گرا دیتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور ابنیت اور کفارہ کے غلط عقاید کو پاش پاش کر دیتا ہے اور انھیں اسلام میں لاتا ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ بحیثیت گورنمنٹ کوئی مذہب نہ رکھتی ہو مگر شخصی طور پر وہ عیسویت کی خادم ہے لیکن غور کرو کہ اس گورنمنٹ کی کتنی بڑی وسعت حوصلہ ہے کہ مذہبی آزادی کے عطا کرنے میں وہ اس حد تک تیار ہے کہ اپنے مذہب کے خلاف بھی سننے کے لئے کشادہ دل ہے بہرحال احمدی جماعت گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی جو تعلیم اپنے ہادی اور امام سے پاتی چلی آئی ہے اسکی بھی بڑی خصوصیت ہے اس گورنمنٹ کے ذریعہ ہم کو کامل مذہبی آزادی کا عطیہ ملا ہے

غرض حضرت خلیفۃ المسیح نے تحفہ پرنس پیش کر دیا ہے اس تحفہ کو جناب شہزادہ صاحب نے نہایت محبت سے قبول فرمالیا ہے اور اس کے پڑھنے کا بوقت فرصت وعدہ فرمالیا ہے مجھے یقین ہے کہ واپسی کے وقت جبکہ وہ اپنی مصروفیتوں

(سلسلہ صفحہ ۲۱ پر دیکھو)

میرا پلوٹھا سلسلہ عالیہ کے خادم کی حیثیت میں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (آمین)

آواخر ۱۸۹۶ء میں میری شادی ہوئی اُن ایام میں میں امرتسر میں مقیم تھا اور اس مکان میں مقیم تھا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آتھم کے مباحثہ کے ایام میں معہ اپنی جماعت کے مقیم تھے۔ امرتسر میں میرا قیام کم و بیش چار سال رہا اور میں نے اسی مکان کو اپنے لئے عزیز سمجھا۔ میری عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔ شادی کے بعد ایک روز میں سورۃ آل عمران کی تلاوت کرتا تھا اور حضرت مریم علیہ السلام کی ماں کی نذر کا واقعہ میرے سامنے تھا۔ اس وقت میرے دل میں ایک جوش اٹھا اور یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی بیٹا عطا فرماوے۔ تو میں اس کی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کروں۔ یہ ایک آنی تحریک اور جوش تھا۔ خدا کی شان ہے۔ کہ کچھ دنوں کے بعد میرے گھر میں امید کا احساس ہوا۔ دن بدن میری یہ خواہش ترقی کرتی گئی۔ اور اکثر اس مقصد کے لئے میں دعا کرتا رہا۔ آغاز اکتوبر ۱۸۹۷ء میں میں نے ایک تحریک ربانی کے ماتحت الحکم کے اجرا کا ارادہ نہایت بے سروسامانی کی حالت میں کیا اور ۸ راکتوبر ۱۸۹۷ء کو الحکم کا پرچہ جاری ہوا۔ اور ۲۴ راکتوبر ۱۸۹۷ء کو محمود احمد سلمہ اللہ الاحد پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کا جو اعلان اس وقت الحکم میں زیر عنوان ڈریکنگ کیا گیا اس میں میں نے اس کا نام ابوالخیر محمود احمد یتمناً و تفاولاً تجویز کیا۔ اس وقت بے شک یہ بات عجیب معلوم ہوگی اور محض حسن عقیدت کے نام سے موسوم کی جائیگی لیکن میں اس حق کے اظہار سے رک نہیں سکتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق میرے ایمان میں اس وقت ہی بعض ایسی باتیں پائی جاتی تھیں کہ میں انہیں مصلح موعود یقین کرتا۔ بحالیکہ اس وقت آپ کی عمر بہت ہی چھوٹی تھی اور میں آپ کو دو سال کی عمر سے دیکھنے کی عزت و سعادت رکھتا ہوں۔

بس میں نے محمود احمد کا نام اسی صاحب الفضل کے نام پر رکھا اور اس کی زندگی کو خدمت دین کے لئے اپنے مولیٰ کے حضور باخلاص وقف کر دیا میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اور نہ کوئی شخص جان سکتا تھا۔ کہ یہ بچہ سن شعور کو پہونچے گا یا نہیں۔ اگر پہونچے گا تو اس کے جذبات اور خواہشیں اس کو کسطرف لے جائینگی۔

خدا کی قدرت ہے کہ محمود کی عمر ابھی دو ہی ماہ کی ہوئی تھی کہ ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ میں امرتسر سے قادیان کو ہجرت کروں۔

میرے وہم و گمان میں بھی یہ امر نہ تھا۔ بلکہ میں نے ۱۸۹۸ء کے آغاز کے ساتھ اخبار الحکم کا مرکز لاہور تجویز کیا تھا۔ اور اپنی اخبار نویسی کے لئے لاہور کے پیسہ اخبار کے ایڈیٹوریل سٹاف میں ایک معقول مشاہرہ پر انتظام کرچکا تھا۔ کیونکہ شروع ۱۸۹۸ء میں پیسہ اخبار روزانہ ہو رہا تھا۔ مگر میں جب دسمبر ۱۸۹۷ء کے سالانہ جلسہ پر قادیان گیا۔ تو وہاں آخری ایام میں قادیان ایک مدرسہ کے اجرا کی تجویز ہوئی اور اس کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو انگریزی بھی جانتا ہو۔ اور انتظامی قابلیت بھی ہو اگرچہ میں ان دونوں باتوں کا کما حقہ اہل نہ تھا۔ تاہم میری طبیعت میں فوری جوش پیدا ہوا۔ اور میں تمام لاہور کے انتظامات کو بھول کر قادیان رہنے پر اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ اور میری خدمت کو نہایت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا گیا۔ یہ جوش کچھ ایسا تھا کہ میں اس کو دبا نہ سکتا تھا۔ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے بذریعہ تار مجھکو طلب کیا کہ

میں یکم جنوری ۱۸۹۶ء سے ان کے سٹاف میں شریک ہو کر کام کر دن - مگر یہاں خیالات بدل چکے تھے اور کوئی چیز میرے لئے لاہور کی محرک نہ تھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت سے میں سیدھا لاہور گیا اور اپنا عذر پیش کیا منشی محبوب عالم صاحب جو میرے ایک بہت پرانے مہربان تھے نہ صرف میرے وہاں ٹھہرنے پر مصر تھے بلکہ انہوں نے سابقہ قرارداد کے سوا میرے مشاہرہ میں فوری اضافہ کا بھی وعدہ کیا۔ میں ان کے حسن ظن کا جو انہیں میری ناچیز خدمات کے متعلق تھا ہمیشہ مشکور رہا۔ مگر مجھے سوائے عذر کے اور کوئی چیز دلربا نہ تھی۔ آخر میں قادیان چلا آیا۔ اور ان کو اپنے عذرات قبول کرنے پر مجبور کیا۔ یہ واقعہ میں نے اپنے سوانح عمری کے خیال سے بیان نہیں کیا بلکہ محض اس لئے کہ اس کو محمود کی زندگی سے ایک تعلق ہے۔

اللہ تعالے نے اپنے فضل سے اس طرح پر سامان فرمایا۔ کہ میرا وہ پوتا جس کی زندگی کو میں نے سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کیا تھا۔ اس محترم زمین میں رہ کر پرورش پاوے جو دنیا کے لئے ہدایت کا چشمہ اور مرکز اس آخری زمانہ میں ہو چکی تھی۔ اس طرح پر عزیز مکرم محمود احمد کا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ "

قادیان میری نہایت پیاری بستی ہے جس میں میں نے اپنے گہوارے کے دن پھر تعلیم کا زمانہ پھر شباب کا یہ حصہ جس میں میں ہوں گذارے۔"

محمود احمد قادیان میں پانچ چھ ماہ کی عمر میں آیا۔ اور اب اپنی عمر کے پچیسویں سال میں میرے اس عہد کی تجدید کر کے جو میں نے گو نہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے کیا تھا۔ یکم مارچ ۱۹۳۲ء کو ڈگ ننیا جہاز پر اپنے آقا و مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد و ہدایت کے موافق مصر کو روانہ ہو گیا۔ اللہ تعالے اس کے لئے یہ سفر تمام دینی سعادتوں اور کامیابیوں کا ذریعہ کر دے آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو اپنے اس غلام زادہ کے حال پر ہمیشہ ایک شفقت کی نظر رہی۔ اور بچپن سے اس سے محبت فرماتے تھے میں اور میرا خاندان اس سعادت پر ہمیشہ فخر کریگا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ابتدائی تعلیم کی عزت اس خاکسار کو ہی عطا ہوئی اور اس مقصد کے لئے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح میرے گھر پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ محمود ہی کہ زمانہ ہو سکتا تھا۔ روزانہ حضرت خلیفۃ المسیح جب تشریف لاتے تو اس کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ لاتے اور اپنی معمولی تعلیمی مصروفیت کے ساتھ اسکو ہی بہلاتے رہتے۔ پھر محمود کی تعلیم کا جب سلسلہ شروع ہوا۔ تو میرے مکرم و محترم صاحبزادہ منظور محمد صاحب نہایت اخلاص و محبت سے اسے قرآن شریف پڑھایا۔ اس ابتدائی تعلیم میں وہ ہمارے مخدوم و محسن حضرت نواب صاحب قبلہ کے صاحبزادگان کا ہم درس و ہم مکتب رہا صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادگان اور نواب صاحب کے صاحبزادوں کے سوا جس بچہ کو اپنی شاگردی کی عزت دی وہ محمود احمد ہی ہے اپنے خاندان کے بچوں کی تعلیم تو ان کا اپنا فرض تھا۔ میں اسے الگ رکھتا ہوں۔

پھر محمود کی تعلیم و تربیت کے لئے میں نے ہمیشہ یہی پسند کیا۔ کہ وہ مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پائے اگرچہ اس وقت کے بعض دوستوں نے (آہ! آج وہ اپنی بد قسمتی سے ہم سے الگ ہیں) ہمیشہ مشورہ دیا کہ اسے تعلیم الاسلام میں داخل کرو۔ کیوں غلطی کرتے ہو۔ اور عمر ضائع کرتے ہو مگر میں نے کبھی ان کے مشورہ پر عمل نہ کیا۔ اور یہی کہا کہ میں تو اس کی دینی تعلیم کی تکمیل چاہتا ہوں مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنے عہد خلافت سے پیشتر محض از راہ کرم و غریب نوازی محمود کو خود پڑھانے کے لئے خود وقت دیا۔ اور خطبہ الہامیہ اور بعض کتابیں خود اسکو پڑھائیں جس سے میں اس توجہ کو محسوس کرتا تھا جو حضرت کو اپنے غلام زادہ پر ہے۔ غرض اس طرح محمود اس وقت عاقل اور بالغ تھا اور اس نے اس پکار کا جواب آگے بڑھ کر دیا۔ اس وقت حضرت مبلغین اور ان زندگی وقف کرنے والوں کو خاص موقع اور وقت ہدایات کے لئے دیا کرتے تھے۔ اور کچھ تبلیغی نوٹ اور ہدایات قلمبند کرایا کرتے تھے۔ اس مقصد کے لئے حضرت نے محمود احمد کو ہی سکرٹری منتخب فرمایا۔ اور اس طرح پر اس کی تربیت حضرت کی توجہ کے نیچے رہی۔ اور آخر وہ وقت آپہنچا۔ کہ اسے عملی میدان میں باہر بھیجدیا جاوے عہد خلافت کے آغاز میں محمود کو حضرت نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی معیت میں مالابار بھیجا۔ مولوی غلام رسول صاحب کی معیت اور صحبت نہایت بابرکت اور قیمتی تھی۔ اس عرصہ میں محمود کو مولانا ممدوح کے فیض صحبت سے مستفید ہونے کا کافی موقع ملا۔ اور حضرت مولانا نے بھی نہایت شفقت کے ساتھ اس کی تربیت کی تکمیل میں حصہ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مبلغین میں خودداری اور توکل علی اللہ جفاکشی اور دوسرے اعلیٰ صفات پیدا کرنے کے لئے اعلان فرمایا۔ کہ آیندہ مبلغین جنہوں نے زندگی وقف کی ہے سلسلہ سے کچھ نہ لینگے۔ خود محنت کر کے کمائیں اور سلسلہ کی تبلیغ کریں۔ اس عہد پر بھی خدا کے فضل سے محمود نے اپنی زندگی کے وقف کو قائم رکھا اور خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے طفیل اس کے باپ کو موقعہ دے دیا کہ وہ سردست ایک سال کے اخراجات کا انتظام کر سکے (والحمد علی ذالک)

انہی حالات میں محمود پیدا ہوا۔ بڑھا اور جوان ہوا اور آج خدا کی حمد اور شکر کرتے ہوئے میں اس امر کا اعلان کر رہا ہوں۔ کہ وہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء کو بمبی سے ورگ نیا جہاز کے ذریعہ فرعون کی سرزمین میں جا رہا ہے۔ وہ سرزمین جہاں خدا کے پہلوان اور برگزیدہ نبی یعقوب علیہ السلام کا نور نظر غلام ہو کر بکا تھا۔ اور آخر خدا تعالےٰ کی خاص تائیدات سے مصر کا بادشاہ اور خدا تعالےٰ کا مقرب ہوا۔ یہ جانے والا نہ تو نبی کا بیٹا ہے اور نہ یوسف کا ہم رنگ۔

ہاں خدا تعالےٰ کے ایک موعود یوسف کا غلام اور اس کے ہمنام ہونے کی عزت اسے حاصل ہے اور اس کو یہ فخر اور سعادت بھی ہے۔ کہ وہ اس زمانہ کے نبی کا غلام زادہ ہے جس کا نام یلیق ہمین است پس کہ گل قافیہ کے مصداق یعقوب ہے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام عمر ابن عاص کو بھی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مصر جانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی اور آج بھی حضرت فضل عمر ایداللہ بنصرہ العزیز اپنے ایک غلام کو بھیج رہا ہے اس جانے والے اور بھیجنے والے کے حالات اور واقعات کچھ اور تھے اور فاروق کے عہد میں حالات بالکل تبدیل شدہ ہیں۔ بہر حال میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے پہلے پھل اور پلوٹھے کو سلسلہ کی قربانگاہ پر قربان کرنے کی توفیق دی۔ میرا عہد اور کلام آج پورا ہو گیا اور محمود اپنے مقصد کے لئے روانہ ہو چکا۔ اس کو بابرکت بناتا اور قبول فرمانا اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے اس لئے میں اپنے تمام احباب سے خواستگار ہوں کہ وہ دردِ دل سے اپنے اس خادم زادہ کے لئے دعائیں کریں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ عزیز مکرم محمود احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کے اس استدعا کا اعادہ کروں جو اس نے الحکم کے ۲۱ جنوری کی اشاعت میں شایع کی ہے۔

عزم مصر

میں ۱۸ ۔ فروری سنہ ۱۹۲۲ء کو قادیان کی مقدس بستی اور ساکنین قدس اور مہاجرین و انصار کی نہایت ہی محبت کرنے والی جماعت کو بمع اپنے پیارے والدین اور بہنوں اور بھائیوں کے اللہ تعالےٰ کی رضاء کی خاطر ایک عرصہ کے لئے چھوڑ دوں گا ۔ حسبی اللہ و نعم الوکیل ۔

قادیان میری نہایت پیاری بستی ہے ۔ جس میں میں نے اپنے گہوارے کے دن ۔ پھر بچپن کے دن ۔ پھر تعلیم کا زمانہ پھر شباب کا یہ حصہ جس میں میں ہوں گزارے ۔ قادیان کے لوگ ہمیشہ مجھ سے محبت کرتے رہے میں ان سب کا شکر گزار ہوں ۔ قادیان کو میں چھوڑتے ہوئے اپنے دل کے اندر فراق کی تلخی کو محسوس کرتا ہوں اور مجھے یہ فراق تکلیف دیتا ہے مگر میں اس تکلیف اور ایسی ہی ہزار تکلیف کو خدا کے فضل سے انشاء اللہ اسی کی رضاء کے لئے برداشت کرنے کو تیار ہوں ۔ قادیان کی در و دیوار سے محبت پھوٹ کر نکل رہی ہے ۔ اور میں جب تصور کرتا ہوں کہ میں بہت جلد اس زمین کو چھوڑ دوں گا جس کو خدا نے دنیا میں اب یہ مرتبہ دیا ہے کہ

زمین قادیان اب محترم ہے ۔ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

تو میری بیقراری حد سے بڑھ جاتی ہے مگر یہ سب کچھ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اور خدا تعالےٰ کی رضاء کیلئے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے اپنے فضل سے مجھے دنیا کے مدار پر گرانے کی بجائے یہ توفیق دی کہ میں اس کے دین کے لئے قدم اٹھاؤں اور پھر مجھ پر یہ فضل کیا کہ مجھے ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں میں سے یہ توفیق دی اور سچ تو یہ ہے کہ یہ توفیق خلیفۃ المسیح ثانی کی جوتیوں کے طفیل میسر آئی اس ہستی کا انسانوں میں سے بقدر احسان ہم پر ہے کسی کا نہیں جسکی صحبت اور جسکی نظر شفقت کے طفیل یہ سعادت نصیب ہوئی اے اللہ جو دعاؤں کا سننے والا ہے ایک کمزور عاجز گناہگار بندے کی کمزور آواز کو سن اور اپنے اس خاص بندے کی عمر میں برکت ڈال اس کے زمانے میں اسلام کا بول بالا کر اور اسلام کو دنیا میں فتحمند بنا اس کی روح القدس سے مدد فرما ۔ اس کے طفیل مجھ عاجز پر بھی اپنا رحم کر میں کمزور ہوں اور بے علم اور خالی ہاتھ ہوں تو مجھکو اپنی گود میں اپنی شفقت سے اٹھالے اور میرے مقصد کو خود ہی پورا فرما ۔ (آمین) اس موقع پر میری تمام جماعت کے احباب سے دعا ہے جہاں جہاں یہ اخبار پہنچے اور جہاں نہ پہنچے احباب پہنچا کر خدا سے جزاء خیر حاصل کریں اور وہ یہ کہ سب احباب میرے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ میرے ذریعے سے مصر کی دنیا کے اندر وہ تبدیلی پیدا فرمائے کہ مصر میں کوئی انسان احمدیت کی نصیحت سے محروم نہ رہے وہ خود دلوں کو کھینچ لے اور ایسی ہوا چلا دے کہ ان کا آئندہ مذہب احمدیت ہو ۔ میں کمزور ہوں اور بے علم ہوں پس مجھے وہ آزمایش میں نہ ڈالے اور اپنے فضل سے سب کام کر دے ۔ میرے راستے سے سب مشکلات دور ہو جائیں میری کمزور آواز اپنے فضل سے اثردار کر دے اور اس کو ساری دنیا میں پھیلا دے مجھے وہ کامیابی نصیب ہو جو حضرت عمرو بن العاص کو ہوئی محمد رسول اللہ کے طفیل ۔ اپنے محمود کے طفیل ۔ مسیح پاک کے طفیل ۔ میرے گناہوں پر نظر نہ فرمائے وہ خود سارے کام بنا دے میرے دل میں ریا نہ پیدا ہو میرا پلو کفر ۔ بدعت ۔ ضلالت ۔ گمراہی کیطرف نہ اٹھے ۔ مجھ سے کوئی خفیہ یا علانیہ غلطی ایسی نہ ہو جس سے دنیا کی قومیں تو ایک طرف کوئی کمزور سے کمزور انسان ٹھوکر کھائے میں اکیلا ہوں وہ میرا ساتھی ہو میں کمزور ہوں وہ طاقت دے میں کسی مصیبت سے گھبرا نہ جاؤں ۔ بشری کمزوریاں دور ہوں اور گناہ سوز رحمت نازل فرمائے ۔ آمین ۔

شیخ محمود احمد مجاہد عازم مصر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم

اخلاقیات

الحکم کو بالکل جائز اور بجا فخر ہے کہ اس نے حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے **کلمات طیبات** کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے محض ہوا میں اڑ جانے اور موجود الوقت حاضرین ہی کی سماعت تک محدود رہنے سے بچایا۔ ان کلمات طیبات کو مختلف صورتوں میں یعنے چھوٹے رسالوں اور مبسوط کتابوں میں شایع کیا جارہا ہے میں نے پسند کیا ہے کہ الحکم کی ہر اشاعت میں کچھ نہ کچھ ان کا تذکرہ ہوتا رہے۔ اسلئے کہ الحکم کا کام یاددہانی اور تذکیر ہے اس سلسلہ میں اول اخلاقیات کو لونگا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی کہ اخلاق پر ایک کتاب لکھیں۔ در اصل کوئی بات آپ باقی چھوڑ کر نہیں گئے اخلاق پر آپ کے درس اور تعلیمات کو اگر جمع کیا جائے تو آج بھی ایک ضخیم کتاب بنجاتی ہے۔ بہرحال ناظرین اس سلسلہ سے اپنی اصلاح کے لئے بہت فائدہ انشاء اللہ العزیز اٹھا سکیں گے۔

(ایڈیٹر)

والدہ کی تعظیم | پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ **والدہ** کی عزت کرے **اویس قرنی** کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی **والدہ** کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ آپ کی زیارت نہیں کرسکتے صرف اپنی والدہ کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے تو **اویس** نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں۔ اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنھوں نے **والدہ** کی خدمت میں اس قدر سعی کی کہ یہ **قبولیت** اور **عزت** پائی۔ اور ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور **والدہ** کا نام ایسی بُری طرح سے لیتے ہیں کہ ذلیل قوم میں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔

ہماری تعلیم کیا ہے؟

صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتا دینا ہے اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اسکو **ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟** ایسے نمونہ سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی عزت نہیں کرتے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ **مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھینگے** پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت و فرمانبرداری کے رنگ میں خدا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے۔

ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔

یار جس دل میں ہو اسکی وہ پریشان نہ ہو
ذکر جس گھر میں ہو اس کا کبھی ویران نہ ہو

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ورق

میرا ارادہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اسکے پورا کرانے کی توفیق دیگا کہ اخلاقیات کے سلسلہ میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پیش کی جائے وہاں آپ کی عملی زندگی سے وہ اسوۂ حسنہ بھی پیش کیا جائے جو اس تعلیم کے متعلق ہو اس طرح پر بہت سے شمایل و اخلاق کا پتہ الحکم کے قارئین کو مل جائیگا اور جب تک سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے حصہ شمایل و اخلاق کی طباعت و اشاعت کا کام معرض التوا میں ہے اس وقت تک ناظرین ان اوراق سے لطف اٹھائیں گے

ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے عنوان کے نیچے اخلاقیات میں والدہ کی تعظیم کے متعلق ایک جملہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے دو آدمیوں کے لئے سلام کی وصیت فرمائی ایک اویس اور دوسرے مسیح کے لئے جس سے مراد حضرت مسیح موعود ہے یہ امر ناظرین پر مخفی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود کو سلام کی وصیت فرمائی۔ اس سلام کے اندر بہت سی خصوصیات اور اسرار ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعظیم والدہ کی تعلیم کے ضمن میں اویس کے ذکر کے ساتھ جو اس کو فرمایا تو اس سے پایا جاتا ہے کہ جیسے اویس اپنی والدہ کی تعظیم و تکریم میں ایک خاص مقام رکھتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس خصوصیت میں ایک ممتاز شان رکھتے ہیں۔ میں اس کے متعلق مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ میں سے اس خصوصیت کو دکھانا چاہتا ہوں۔

آپ کی والدہ مکرمہ کا نام نامی حضرت بی بی چراغ بی بی تھا اور وہ اپنے نام کی طرح فی الحقیقت دنیا کے لئے چراغ کی طرح روشنی ہی کا موجب ہوئیں۔ کیونکہ جنکے بطن مبارک سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام جیسا عظیم الشان انسان پیدا ہوا جس طرح پر حضرت آمنہ کا نام اللہ تعالیٰ نے اون کے ماں باپ سے اسم بامسمیٰ رکھوا دیا کہ ان کے بطن مبارک سے امن کا بادشاہ پیدا ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے دنیا کی ہر قسم کی تکلیفوں سے نجات اور امن بخشا اسی طرح حضرت مائی چراغ بی بی صاحبہ کے نام میں آنے والے دنیا کے نور کی بشارت مذکور تھی بہت سے نام دنیا میں رکھے جاتے ہیں مگر انکو اپنے مسمی سے کچھ بھی نسبت اور تعلق نہیں لیکن بعض اسما ایسے مبارک اور باموقع ہوتے ہیں کہ ان میں وہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو نام سے بظاہر مفہوم ہوتی ہے اسی طرح حضرت مائی چراغ بی بی صاحبہ ایک ایسے نور کی والدہ مکرمہ بننے کا شرف رکھتی ہیں جس نے دنیا کو روشن کر دیا۔

حضرت مائی چراغ بی بی صاحبہ کا خاندان موضع ایمہ ضلع ہوشیار پور میں ایک معزز اور صحیح النسب مغل خاندان تھا آپ کی طبیعت میں جود و سخا اور مہمان نوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ایک عفت و عصمت کی دیوی خاتون میں جو صفات عالیہ ہونے چاہئیں وہ آپ میں موجود تھے وہ ہمیشہ بشاش اور متین حالت میں رہا کرتی تھیں مہمان نوازی کے لئے ان کے دل میں نہایت جوش اور سینہ میں وسعت تھی وہ لوگ جنہوں نے ان کی فیاضیاں اور مہمان نوازیاں دیکھی ہیں اون میں سے بعض اس وقت تک زندہ ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں اگر باہر سے یہ اطلاع ملتی کہ چار آدمیوں کے لئے کھانا مطلوب ہے تو اندر سے جب کھانا جاتا تو وہ آٹھ آدمیوں سے بھی زاید کے لئے بھیجا جاتا۔ اور مہمانوں کے آنے سے انہیں بہت خوشی ہوتی۔

اپنے شہر کے غرباء و ضعفاء کا خصوصیت سے خیال رکھتی تھیں اور اون کے معمولات میں ایک یہ بات خاص

تھی کہ غربا کے مردوں کو کفن اُن کے ہاں ہی ملتا تھا
غرضیکہ غربا کی ہمدردی اور دستگیری کی وجہ سے وہ سب
کے لئے ایک طرح پر مادر مہربان تھیں حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی تربیت میں حضرت والدہ مکرمہ کی ان
صفات و اخلاق نے خاص اثر پیدا کیا اور چونکہ آپ
ایک عظیم الشان کنبہ کے مالک ہونے والے تھے اس لئے
اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے ان صفاتِ عالیہ کے
پیدا کرنے کے لئے اُن کے واسطے یہ سامان کیا کہ ایک ایسی
مادر شفیق کی گود میں انھیں رکھا جو ہمدردی عامۃ الناس
اور مہمان نوازی اور جود و سخا میں اپنی نظیر آپ تھیں اس
طرح گویا آپ نے ان صفات کو شیر مادر کے ساتھ پیا
استغنا، شجاعت اور جرات صاف گوئی کے صفات
آپکو والد ماجد کی طرف سے ملے تھے۔ تو مہمان نوازی۔ جود و سخا
اور ہمدردی عامۃ الناس حضرت والدہ مکرمہ کی طرف سے
عطا ہوئی تھیں۔ فطرتاً ہر بچہ کو اپنی ماں کے ساتھ اور ماں کو
اولاد کے ساتھ محبت ہوتی ہے ماں کی مامتا مشہور ہے
مگر حضرت مائی چراغ بی بی صاحبہ اپنے بیٹے حضرت
غلام احمد صاحب کے لئے ایک سپر کا کام دیتی تھیں حضرت
مرزا صاحب چونکہ دنیوی تعلقات سے گونہ الگ رہتے تھے۔
اور ان میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے تھے اسلئے دنیا داروں کی
نظر میں ایک ہوشیار دنیا دار کی حیثیت سے وہ مشارٌ الیہ نہیں
ہوسکتے تھے آپکا خاندان دنیوی حیثیت سے ایک نمایاں
عزت و افتخار رکھ چکا تھا حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب
مرحوم جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں اپنی گزشتہ و رفتہ جاگیر
و جائداد کی بازیافتگی کے لئے کوشاں رہتے تھے اور حضرت
مرزا صاحب کو ان سے کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے اس حیثیت
سے وہ خاندان میں لایق اور قابل نہ سمجھے جاتے تھے
بلکہ ملاّں کہلاتے تھے۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے
آپ کی دلجوئی اور تسلی کے لئے حضرت والدہ مکرمہ کے
قلب کو بہت وسیع کر دیا ہوا تھا جو وجود دنیا داروں کی
نظر میں نعوذ باللہ محض نکمّا سمجھا گیا تھا حضرت والدہ
مکرمہ اسکی نیکی اور سعادت مندی کو دیکھ کر اس پر نثار ہو جاتی
تھیں اور آپ کی آسائش اور آرام کے لئے ہر طرح کوشش
کرتی رہتی تھیں ان کی زندگی میں حضرت مسیح موعود کو
کبھی ایسا موقعہ نہیں آیا کہ وہ گھر والوں کی بے پروائی
کی وجہ سے تکلیف پائیں۔ حضرت کی عادت تھی کہ اپنی
ضروریات اور حاجات کو مخلوق کے سامنے پیش نہیں کرتے
تھے اور ہمیشہ صبر و برداشت سے کام لیتے اس لئے حضرت
والدہ مکرمہ خاص احتیاط اور توجہ سے آپ کی ضروریات کا
انصرام فرماتی تھیں اور حضرت اقدس کی ضروریات کا
نہایت گہری نظر سے مطالعہ کرتی رہتیں اور انکے کہنے کی نوبت
نہیں آتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ حضرت اقدس اظہار
نہیں کیا کرتے اسلئے پہلے سے انتظام رکھتی تھیں۔

حضرت والدہ صاحبہ کی مہربانیوں اور محبت کا
حضرت مسیح موعود کے دل پر ایک گہرا اثر اور نقش تھا۔
والد صاحب کی گونہ بے اعتنائی کی تلافی مہر مادری کر رہی تھی
حضرت مسیح موعود بر بالوالدین مشہور ہی تھے
والد صاحب قبلہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے آپ نے
اپنے آپ کو انتظام زمینداری اور پیروی مقدمات تک میں
لگانے سے عذر نہ کیا تو حضرت والدہ مکرمہ کی اطاعت
اور فرمانبرداری تو آپ کی بے نظیر ہی تھی۔ گھر والے
بھی اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ آپ کو حضرت والدہ
مکرمہ سے بہت محبت ہے چنانچہ جب حضرت والدہ
مکرمہ کا انتقال ہوا تو آپ قادیان سے باہر کسی جگہ تھے
میراں بخش حجام کو آپ کے پاس بھیجا گیا۔ اور اسے کہدیا
گیا تھا کہ وہ یکدم حضرت والدہ مکرمہ کی وفات کی خبر
حضرت مسیح موعود کو نہ سنائے۔ چنانچہ جس وقت
بٹالہ سے نکلے تو حضرت کو حضرت والدہ صاحبہ کی علالت

کی خبر دی۔ یکہ پر سوار ہو کر جب قادیان کی طرف آئے تو اُس نے یکہ والے کو کہا کہ بہت جلد لے چلو۔ حضرت نے پوچھا کہ اس قدر جلدی کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اُن کی طبیعت بہت ناساز تھی۔ پھر تھوڑی دور چلکر اوس نے یکے والے کو اور تاکید کی کہ بہت ہی جلد لیچلو تب پھر پوچھا۔ اس نے کہا کہ ہاں طبیعت بہت ہی ناساز تھی کچھ نزع کی سی حالت تھی۔ خدا جانے ہمارے جانے تک زندہ رہیں یا فوت ہو جائیں۔ پھر حضرت خاموش ہو گئے۔ اُس نے پھر یکے والے کو سخت تاکید شروع کی تو حضرت نے کہا کہ تم اصل واقعہ کیوں بیان نہیں کر دیتے کیا معاملہ ہے تب اُس نے کہا کہ اصل میں **مائی صاحبہ** فوت ہو گئی تھیں۔ اس خیال سے کہ آپ کو **صدمہ** نہ ہو ایک دفعہ خبر نہیں دی حضرت نے سُنکر **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن** پڑھ دیا اور یہ خدا کی **رضا** میں محو اور مست قلب اس واقعہ پر ہر چند وہ ایک حادثہ عظیم تھا سکون اور تسلی سے بھرا رہا۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی **والدہ مکرمہ** غفر اللہ لہا کے لئے ایک **فرمانبردار** اور **سعادتمند بیٹے** کی حیثیت میں نظر آتے ہیں۔ جہاں **مسیح ناصری** کے متعلق انجیل میں یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں نے بعض کلمات اپنی زبان سے ایسے کہے کہ جو **ادب** اور **اخلاق** کے عام درجہ سے بھی گرے ہوئے ہیں ہم یہ یقین نہیں کرتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو خدا کے نبی تھے۔ ایسے الفاظ زبان سے نکالے ہوں اور اگر اور اُن کی کوئی تاویل اخلاقی معیار پر نہیں ہو سکتی وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **زندگی** اور کیریکٹر والدین کی **تعظیم** اور **اطاعت** کا ایک لانظیر نمونہ ہے اگرچہ آپ کی **والدہ مکرمہ** تو آپ پر بہت ہی مہربان اور شفقت کرنے والی تھیں لیکن **انسانیت** اور **بشریت** بہر حال ساتھ تھی کبھی کوئی ایسا واقعہ بھی ہو جس میں کسی قدر **مرارت** پائی جاتی ہو۔ تب بھی حضرت مسیح **موعود** علیہ السلام (باوجودیکہ **عین شباب** کی حالت میں تھے جب انسان کے **جوش** میں ایک تیزی اور حدت ہوتی ہے) ہنس دیتے تھے اور والدہ مکرمہ کے **ادب** اور **نیازمندی** کے قیام کو نہ چھوڑتے تھے ایک مرتبہ آپ کے پلوٹھے صاحبزادے مرزا سلطان احمد صاحب (حال خان بہادر مرزا سلطان احمد ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر) جبکہ ابھی بہت چھوٹے بچے تھے۔ گھر میں کھیل رہے تھے اور حضرت مسیح موعود اپنے **استغراق** و **محویت** میں مست ٹہل رہے تھے مرزا سلطان احمد ایک اوکھلی میں گر پڑے۔ اور سر نیچے ہو گیا اب نہ نکل سکتے ہیں نہ سیدھے ہو سکتے ہیں کچھ دیر تک تو بچہ جد و جہد کرتا رہا۔ آخر ڈر کر رونے کی آواز سن کر **مائی صاحبہ** بھاگی آئیں اور پوتے کو نکال کر پیار کیا۔ اور اس کی تکلیف کا احساس کر کے اور بیٹے کو جو پاس ہی ٹہل رہا تھا اپنی حالت میں مست دیکھکر رنج کے ہوئے افسوس سے کہا **انکے پاس تو کوئی مر بھی جائے تو بھی ان کو پتہ نہیں ہو سکتا کہ کیا واقع ہوا۔**

والدہ مکرمہ کی آواز سنکر آپ فوراً متوجہ ہوئے اور جب انھوں نے اس واقعہ سے مطلع کیا تو ہنسکر عرض کیا کہ

مجھے تو کچھ بھی خبر نہیں

یہ جملہ ایسے طریق سے بغیر کسی تکلف اور تصنع کے کہا کہ والدہ مکرمہ تو جو پوتے کی تکلیف اور بیٹے کی بظاہر غفلت کا رنج تھا جاتا رہا۔

منارۃ المسیح کے متعلق کچھ

منارۃ المسیح کی تکمیل خدا تعالیٰ کے بہت سے فضلوں اور برکات کو اپنے ساتھ رکھتی ہے اسی مقصد کو ملحوظ رکھکر حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خلافت کے پہلے ہی سال میں ۲۰ نومبر ۱۹۱۴ء کو منارۃ المسیح کی تکمیل کی طرف توجہ فرمائی اور خدا کے فضل و رحم سے اسکی عمارت مکمل ہوگئی۔ لیکن ابھی تک اسکو مکمل نہیں کہہ سکتے جب تک وہ تمام لوازم پورے نہ ہونگے جن کا ذکر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منارۃ المسیح کے اعلان میں فرمایا ہے۔ مجھ کو کسی قدر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس امر کی طرف ہم بہت کم توجہ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً جن کاموں کی تکمیل یا تاسیس کا ارادہ فرمایا ہم اون کو پورا کرنے کے لئے بے قرار ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ و اشاعت اور اس کا نظم و نسق اسی غرض کو پورا کر رہا ہے لیکن میں جب کہتا ہوں کہ ہم غفلت کرتے ہیں تو میری مراد یہ ہے کہ بعض کاموں کو اس مقام تک پہونچانے کے لئے ہم پوری جد و جہد نہیں کرتے امام اور خلیفہ جماعت کی تعلیم۔ تطہیر اور تنظیم کے اہم مقاصد میں مصروف ہوتا ہے جماعت کا فرض ہے کہ جو کام اس کے کرنے کے ہوں وہ اس نظام عمل کے موافق جو امام نے مقرر کر دیا ہے خود کرتی چلی جائے اگر امام کی ہمت بلند اور توجہ کو ہم چھوٹے چھوٹے کاموں کی طرف مصروف کر دیں گے تو جن عظیم الشان مقاصد کے لئے وہ جماعت کو تیار کر رہا ہے اس میں توقف کا احتمال قوی ہے مثلاً فنڈز کا مہیا کرنا یہ جماعت کا کام ہونا چاہیے کہ وہ سلسلہ کی ضروریات کا احساس کرکے جمع کرے نہ یہ کہ امام اپیلوں ہی میں مصروف ہو

اسی طرح سے جن کاموں کے متعلق ہم کو شعور ہے کہ وہ تکمیل طلب ہیں، ہم اون کی تکمیل میں مصروف ہو جائیں منجملہ ان کے ایک منارۃ المسیح کی تکمیل ہے حضرت امام نے اپنے طرز عمل سے ہم کو سبق دیا کہ نہایت عسر اور فتنہ برپا کی ساعات میں بھی اس خیال کو عملی لباس پہنایا۔ اور منارۃ المسیح کی تکمیل کو ابتلاؤں کے دور کرنے کا ذریعہ قرار دیا چنانچہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء کو جو خطبہ آپ نے پڑھا اسمیں فرمایا۔

"منار کی تکمیل ہونے پر حضرت صاحب نے بہت سی برکات کے نزول کا وعدہ فرمایا تھا آجکل بہت ابتلا آنے والے ہیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے ہی ان میں تخفیف کردے اور ہمیں بچالے۔"

جماعت نے اپنی آنکھ سے اس معجزہ کو جو خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ سنہ ۱۹۱۴ء کا سال کس ابتلا اور فتنہ کا سال تھا۔ مگر حضرت اولوالعزم نے ایک شعور اور بصیرۃ کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشین گوئیوں پر آپ کو ہے ان ابتلاؤں میں تخفیف کا علاج منارۃ المسیح کو بتایا اور خدا تعالیٰ نے اس فتنہ کو پاش پاش کر دیا۔ حضرت نے اپنے طرز عمل سے ہم کو بتایا تھا کہ اس بابرکت عمارت کی تکمیل تمہارے لئے بہت سے برکات کا موجب ہوگی اور ہم نے دیکھا مگر ہم افسوس ہے کہ جاگ کر پھر سو گئے۔

منارۃ المسیح کی تکمیل کے لئے ابھی بہت کچھ باقی ہے اور جب تک وہ تمام امور جنکی تصریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اعلان میں فرمائی ہے مکمل نہ ہو جائینگے اس وقت تک یہ عمارت مکمل نہیں سمجھی جائے گی۔ منارۃ المسیح کی تکمیل میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں

30

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت تین امر باقی ہیں اول ایک بڑے کلاک کا لگانا بظاہر جو وقت شناسی کے لئے ہوگا مگر اس کے اندر جو حقیقت مخفی ہے اسکی نسبت خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا

وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائیگا اسکے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ وقت کو پہچانیں یعنے سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔

اب سے زمینی جہاد بند کیے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا۔ کہ جب مسیح آئیگا تو دین کیلئے لڑنا حرام کیا جائیگا۔ سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔

ممکن ہے کہ بعض کوتاہ فہم یہ کہیں کہ دنیا میں تو عالمگیر جنگ ہوا اور ابھی تک اس کی آگ کی چنگاریاں کسی نہ کسی رنگ میں اڑتی ہیں ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ جنگ تو خود اس کا ایک عظیم الشان نشان ہے جس کی خبر بہت عرصہ پہلے دی گئی۔ مگر یہ جنگ ہی عالمگیر صلح کا پیش خیمہ ہوگی کیونکہ کل دنیا میں یہ خیال زبردست تحریک کر رہا ہے کہ

جنگ کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دینا چاہیئے

کیا جو کانفرنس واشنگٹن (امریکہ) میں ہوئی ہے اسکی یہی غرض نہ تھی؟ اور تو اور آج کل کے ایڈیٹر اور سیاسی لیڈر بھی عدم تشدد کے اصول کی تعلیم دے رہے ہیں۔ یہ سب نفحات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے برکات میں ہیں کیونکہ وہ امن اور صلح کا شہزادہ ہے۔

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کام تو منارۃ المسیح کے متعلق یہ تکمیل طلب ہے۔ دوسرا کام منارۃ المسیح پر روشنی کا انتظام ہے اسکی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمائی تھی کہ

"وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائیگی اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اس روشنی کے ذریعہ غلطیوں سے بچ جائے"

ان دو چیزوں کے علاوہ ایک اور تیسری چیز بھی ہے جو تکمیل طلب ہے اور نہایت اہم ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

"بالآخر میں ایک ضروری امر کی طرف اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسی منارہ میں ہماری یہ بھی غرض ہے کہ منارہ کے اندر یا جیسا کہ مناسب ہو ایک گول کمرہ یا کسی اور وضع کا کمرہ بنا دیا جائے جس میں کم سے کم سو آدمی بیٹھ سکے اور یہ کمرہ وعظ اور مذہبی تقریروں کے کام آئیگا کیونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیان میں مذہبی تقریروں کا ایک جلسہ ہوا کرے اور اس جلسہ میں ہر ایک شخص مسلمانوں اور ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں اور سکھوں میں سے اپنے مذہب کی

خوبیاں بیان کرے مگر شرط یہ ہوگی کہ دوسرے مذہب پر کسی قسم کا حملہ نہ کرے فقط اپنے مذہب کی تائید میں جو چاہے تہذیب سے کہے۔"

بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کام میں شریک ہونے والوں کو اپنا **انصار** فرمایا۔ یہ تین کام ہیں جو منارۃ المسیح کے متعلق باقی ہیں اور اس کے لئے ضرورت ہے کہ بہت جلد اس کی تکمیل کی طرف توجہ کی جائے میری رائے میں ایک **کمیٹی خاص کمیٹی تکمیل منارۃ المسیح** کے نام سے حضرت **خلیفۃ المسیح** کے استصواب کے بعد قائم کی جائے اور جب تک وہ ان ہر سہ **امور** کی تکمیل نہ کرلے وہ اپنے کام کو جاری رکھے کمیٹی کی **تاسیس** کے بعد سوال ہوگا کہ ان اغراض کی تکمیل کے لئے کس قدر سرمایہ کی ضرورت ہے اور وہ کس طرح مہیا کیا جاسکتا ہے اسمیں شک نہیں کہ یہ **سوال** ایک اہم **سوال** ہے مگر جماعت احمدیہ کا ایثار اور **مالی قربانی** کی مثالیں مجھے کبھی اس وہم کو آنے نہیں دیتی ہیں کہ روپیہ کا جمع ہونا مشکل ہوگا۔ خصوصاً جبکہ ہمارے ایمان میں یہ بات ہے کہ **منارۃ المسیح** کی تکمیل بہت سی **برکات** کا موجب اور ابتلاؤں کو دور کرنے والی چیز ہے۔ یہ دن ۱۹۱۴ء کے ابتلا سے زیادہ خطرناک ہیں اس وقت **ابتلا** محض جماعت کے ایک **عضو بریدہ** کی تکلیف کا ابتلا تھا مگر اب جو حالت دنیا کی ہو رہی ہے اس نے جہاں **ابتلاؤں** کا ایک تاریک **بادل** پھیلا رکھا ہے وہاں **کامیابی** کی **شعاعوں** کو بھی قریب تر کردیا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ان اسباب سے کام لیں جو ایسے موقعہ پر **روحانیات** کے قوانین میں صحیح ہیں۔

سب سے پہلے کمیٹی کی **تاسیس** کا سوال ہے اور یہ کام **ناظر اعلیٰ** کا ہے کہ وہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کے حضور پیش کرکے اس **کام** کی طرف توجہ کرے کمیٹی کی تنظیم کے بعد **ناظر امور عامہ** کے ماتحت اس کام کو رکھا جائے اس لئے کہ یہ کام یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اسکے بعد **قصر امن** کی بنیاد سلسلہ کو رکھنی پڑے گی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو **پیغام صلح** کے ذریعہ ایک **اتحاد عامہ** کی بنیاد رکھی ہے اسکو عملی شکل دینا ہمارے ذمہ ہے۔ غرض بہت کچھ کرنا ہے جسکو میں ابھی بیان نہیں کرنا چاہتا کیونکہ پھر **خلط مبحث** کا اندیشہ ہے میں نے اس تحریک کو پبلک کرنا اس لئے ضروری سمجھا ہے کہ ایک طرف جماعت کو تحریک اور احساس ہو اور وہ اس **ذمہ داری** کے لئے تیار ہو جائے جو اس کے بعد اس پر آنے والی ہے دوسری طرف **ناظر اعلیٰ** اسکو باقاعدہ صورت میں لائیں بہت سے کام ہیں جو **تکمیل طلب** ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جس قدر بھی ہم سے **ممکن** ہوں ہم انکو پورا کرنے کی توفیق چاہیں۔ خدا کرے کہ میری اس تحریک میں **قبولیت** کی روح ہو۔ میں بالآخر حضرت **خلیفۃ المسیح** کے حضور میں نہایت **ادب** اور نہایت ہی الحاح سے عرض کرتا ہوں کہ حضور **منارۃ المسیح** کی تکمیل کو عملی **صورت** دینے کیلئے توجہ فرما کر ان برکات کو ہمارے قریب کردیں جو اس تکمیل سے وابستہ ہیں۔

آخر میں مجھے ناظر اعلیٰ سے یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ وہ اس معاملہ کو حضرت کے حضور میں پیش کرنے میں دیر نہ کریں۔ اور اگر تجویز ہو جاوے تو **کانفرنس کے ایام** میں اس سوال کو عملی شکل دی جائے۔

ایوان مذاہب

تکمیل منارۃ المسیح کے متعلق تحریک کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کا بھی آپ ہی کے الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے جو آپ مختلف مذاہب کے لیڈروں کو قادیان میں جمع کرنے کی رکھتے تھے۔ افسوس ہے کہ آج تک کسی نہ کسی کی وجہ سے اسکی طرف توجہ نہیں ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی ایسی خواہش نہیں کی جسکو اللہ تعالٰی نے کسی نہ کسی رنگ میں **کامیابی** کا لباس نہ پہنایا ہو۔

ایک وقت آپ نے **مناظرات مذہبی** کی اصلاح کیلئے ایک تحریک کی اور گورنمنٹ سے ایک قانون بنوانا چاہا کہ کوئی شخص دوسرے مذہب پر ایسا اعتراض نہ کرے جو اسکی اپنی مسلمہ کتابوں میں پایا جاتا ہو اور نہ ان کتابوں کی بنا پر اعتراض کرے جسکو دوسرا فریق تسلیم نہ کرتا ہو اور ہر ایک مذہب والا اپنی مسلمہ اور مستند کتابوں کی ایک فہرست شایع کر دیگا بلکہ آیندہ ہر شخص اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے لیکن اسوقت اس تجویز کی مخالفت کیگئی اور کوئی شخص آمادہ نہ ہوا لیکن چونکہ یہ تحریک نہایت **اخلاص** اور **نیک نیتی** سے کی گئی تھی۔ آخر اپنا اثر پیدا کئے بغیر نہ رہی اور خود دوسرے مذاہب نے اس تحریک کو رنگ دیگر اختیار کر لیا اور مناظرات کا سلسلہ بند کر کے مخصوص مضامین پر اہل مذاہب کو **دعوت** دینی شروع کر دی اور مذہبی اخبارات نے اس **پرانی روش** کو چھوڑنے کو ترجیح دی۔ اسیطرح پر آپنے ہندو مسلم اتحاد کیلئے پیغام صلح کو پیش کیا اور اسمیں **گاؤکشی** کو چھوڑنے کے لئے ایک خاص تحریک کی جو **امن عامہ** کی کفیل اور صحیح اور صادق اتحاد کی ضامن ہو سکتی ہے مگر اسوقت اس تحریک پر بڑے بڑے اعتراضات کئے گئے لیکن آج **پولیٹیکل لیڈر** اللہ اکبر کے نعرے مارنے کیلئے ہندو مسلمانوں سے پیش پیش ہیں اور گاؤکشی کے انسداد کے لئے مسلمان غلط کہہ رہے ہیں گو جو شکل اب اختیار کی گئی ہے وہ نہایت **بیہودگی** ہے اور جو سودا اب کیا گیا ہے وہ خسارہ کا ہے بہرحال میری غرض صرف یہ بتانا ہے۔

کہ آخر دنیا اسی طرف آ رہی ہے جدہر خدا کا برگزیدہ مامور چلانا چاہتا تھا۔ اسیطرح آپنے ایک مذہبی **کانفرنس** قایم کرنے کا اعلان فرمایا تھا ہم نے اسکی طرف ابھی توجہ بھی نہیں کی کہ ہندوستان کے مقام بنارس میں سری بھارت دہرم مہامنڈل نے ایک **ایوان مذاہب** قایم کیا ہے مہامنڈل کی طرف سے جو دستور العمل شایع کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے لئے ایک باقاعدہ **جماعت** کام کرنے والوں کی تیار ہو گئی ہے اور ایک ہندو رئیس نے اس مقصد کیلئے چھ لاکھ روپیہ کا عطیہ دیا ہے اور ایک باقاعدہ وقف نامہ تیار ہو گیا ہے اور اس ٹرسٹ کے ماتحت عمارتوں کیلئے ایک وسیع قطعہ زمین حاصل کر لیا گیا ہے اس وقف نامہ میں مقصد وقف یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مختلف ادیان و مذاہب میں باہم صلح و اتحاد پیدا کرنے ان کے متعلق معلومات فراہم کرنے اور سلسلہ **مطالعہ** جاری رکھنے کیلئے ایک عظیم الشان **ایوان مذاہب اور کتب خانہ** قایم کیا جائیگا نیز روحانیت **اخلاق انسانیت** کی عالمگیر تعلیم ایوان کے مقاصد میں داخل ہو گی۔ اس ایوان کے مختلف حصے **مسلمان عیسائی یہودی ہندو۔ پارسی۔ بدھ جین سکھ** غرض جملہ مذاہب آبادی ہند کے لئے مخصوص ہونگے۔ ہر مذہب کے متعلق انکے عبادت خانے ہونگے اور مہمان خانے ہونگے جنمیں اس مذہب کے علماء و فقراء آکر قیام کر سکیں گے۔ ایک عظیم الشان **کتبخانہ** ہوگا جسمیں جملہ مذاہب کی **کتب مقدسہ** اور انکی **شروح و تفاسیر** اور انکا **علم کلام** محفوظ ہوگا ایک **دار الاشاعت** بھی ہوگا جسکے ذریعہ سے ایسے لٹریچر کی اشاعت ہوتی رہیگی جو مقاصد بالا میں معین ہو اسکے علاوہ ایوان مذکور کی اور بھی بعض دلچسپ خصوصیات ہونگی۔ **ایوان مذاہب** کے متعلق تفاصیل کیلئے سکرٹری بھارت دہرم مہامنڈل بنارس سے (Hall of Religions) ہال آف ریلیجنز کا پراسپکٹس طلب کر سکتے ہیں یہ کام اس جماعت کے کرنے کا ہے جو خدا تعالٰی نے اس الف آخری میں اس مقصد کیلئے منتخب کی ہے کیا ناظر صاحب **تالیف و اشاعت** اپنے منصبی فرض میں اسکو داخل سمجھتے ہیں یا نہیں؟ مجھکو خوب یاد ہے کہ ناظر **تالیف و اشاعت** کے فرائض اس قسم کی تمام معلومات کو مہیا رکھنا بھی ضروری ہے اور میں حسن ظن رکھتا ہوں کہ ناظر تالیف و اشاعت نے **ایوان مذاہب** کے اس جدید قیام کے متعلق ضروری انفارمیشن مہیا کر کے اس امر کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور استصواب کیلئے پیش کر دیا ہوگا کہ ہمارا طرز عمل کیا ہو اور کیا صورتیں ہیں کہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں ہمارے سے پیشتر ریاست بڑودہ میں بھی ایک مجلس اسی قسم کی اغراض کو وہاں کے علم دوست مہاراجہ کی سرپرستی سے قایم ہو چکی ہے لیکن اگر میرے معلومات صحیح ہیں تو مجھے اس امر کے کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ اس کا کوئی اہم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب

اس عنوان کے تحت میں انشاءاللہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب کے مختصر یا مفصل تذکرے جیسا کہ موقع ہوگا درج ہوتے رہیں گے اس سے میری غرض یہ ہے کہ تا اس جماعت کے ان واجب الاحترام بزرگوں کے حالات کسی حد تک محفوظ ہو جائیں۔ مجھ کو نہایت افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ اس طرف بہت ہی کم توجہ کی گئی ہے ایک طرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مساعی جمیلہ پر نظر کرتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اس وقت ایسے سامان طباعت اور نشر و اشاعت کے موجود نہ تھے مگر تمام صحابہ کے حالات محفوظ ہیں اور گو ایک ایک نام کے بیسیوں ہیں تو بھی مغالطہ نہیں ہونے پاتا اور ایک ہم ہیں کہ باوجود ہر قسم کے سامان کے اس خدمت سے قاصر ہیں۔ الحکم اپنی خصوصیت کو قائم رکھتے ہوئے جس قدر اس سے ممکن ہے وہ اس سلسلہ کو شروع کرتا ہے وباللہ التوفیق میں اس سلسلہ میں کسی ترتیب کو مدنظر نہ رکھونگا کیونکہ اس کے لئے دوسرا وقت ہے احباب سلسلہ سے التماس ہے کہ وہ اس سلسلہ کو مکمل کرنے کے لئے نہ صرف اپنے حالات سے مطلع کریں بلکہ دوسرے مخلصین کے حالات سے بھی اطلاع دیں۔

(ایڈیٹر)

حضرت حافظ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ

(ش)

میں اس سلسلہ کا آغاز حضرت حافظ معین الدین صاحب المعروف حافظ معنا سے شروع کرتا ہوں۔ حافظ صاحب قادیان ہی کے باشندے تھے اور عہد شباب سے ہی ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معیت حاصل ہوئی۔ حافظ صاحب کے ایک بھائی بابک شاہ کو ہماری جماعت کے بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے جو ایک مجذوبانہ حالت میں قادیان میں رہا کرتے تھے میں حافظ معین الدین صاحب کی زندگی کے واقعات کو لکھتے وقت صرف ان حالات کو دونگا جو کسی ایک یا دوسرے پہلو سے ہمارے لئے سبق آموز ہیں۔

حافظ معین الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادموں کے ساتھ بہت ہی محبت اور خلوص تھا اور باوجودیکہ وہ نابینا تھے مگر پھر بھی ایسے دوستوں کے پاس اکثر موقعہ ملنے پر ضرور جایا کرتے تھے۔ کپورتھلہ کے دوستوں اور صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب وغیرہ سے بہت محبت تھی۔ خود میرے حال پر ان کو بڑی توجہ تھی اور بعض اوقات دو دو گھنٹہ تک بیٹھے حضرت صاحب کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ جب حافظ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت ملی۔ اسوقت انکی عمر بہت چھوٹی تھی یعنی چودہ پندرہ برس کا سن تھا حافظ صاحب نے بتایا کہ وہ نہایت سقیم حالت میں تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ ان کو اس حالت میں دیکھا اور اپنے ساتھ بلا کر لے گئے اور کھانا کھلایا اور پھر کہا کہ حافظ! تو میرے پاس رہا کر۔ حافظ صاحب کے لئے یہ دعوت بالکل غیر متوقع تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان چونکہ نہایت ممتاز اور پرشوکت خاندان تھا اور کسی کو ان کے سامنے کلام کرنے کی جرات بھی نہ ہوتی تھی۔ حافظ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مہربانی اور شفقت کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور بڑی شکر گزاری سے آپکی خدمت میں رہنے کیلئے آمادہ ہو گئے حافظ صاحب نے سمجھا کہ شاید مجھے کوئی کام کرنا پڑے اس لئے کہا مرزا جی! (اس وقت ایسا ہی طریق خطاب تھا) مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا کیونکہ میں معذور ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حافظ! کام تم نے کیا کرنا ہے اکٹھے نماز پڑھ لیا کرینگے اور تو قرآن شریف یاد کیا کر۔ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ باجماعت نماز کے لئے ایک انتظام ہو جائے اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جوش عبادت کا بھی پتہ لگتا ہے جو باجماعت نماز کا آپکے دل میں تھا غرض حافظ صاحب کو کھانے پینے اور پہننے کی ضروریات سے بے فکری ہوئی اور حضرت کی صحبت پاک میں رہنے کی عزت ملی۔ حافظ صاحب گویا اصحاب الصفہ میں پہلے آدمی ہیں اسکے قریب زمانہ ہی میں مرزا محمد اسمعیل بیگ صاحب جو قادیان میں اب ایک دوکاندار اور تاجر کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ حضرت صاحب کی خدمت میں داخل ہو گئے۔

حافظ صاحب بیان کرتے تھے کہ حضرت صاحب کے لئے جب کھانا

آتا تھا تو آپ مجھ کو پہلے عطا فرماتے ۔ اور بعض اور لوگوں کو بھی تقسیم کر دیا کرتے تھے ۔ اسطرح پر **حافظ صاحب** آپ کی صحبت میں رہتے اور کبھی حافظ صاحب **امام** ہو جاتے اور کبھی حضرت صاحب نماز پڑھاتے ۔ حافظ معین الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب مجھکو امام بنانے کے لئے کہا جاتا تو ہمیشہ ڈرتا اور جھجکتا ۔ مگر حضرت مسیح موعود فرماتے **حافظ!** ڈرا نہ کر اسلام ایسا مذہب ہے کہ اسمیں کوئی ذات پات اور چھوٹائی بڑائی نہیں ۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی بڑے ہوتے ہیں جو اللہ والے ہوتے ہیں ۔ اور سچے مومن ہوں ۔

غرض **حافظ جی** دن بدن حضرت صاحب سے مانوس ہوتے گئے اور حضرت اقدس کی **شفقت** اور **نوازش** کی وجہ سے انکے دل میں **محبت** اور جان نثاری بڑھنے لگی یہانتک کہ جیسے جیسے انکا علم اور شعور بڑھتا گیا اور معرفت میں ترقی ہوتی گئی وہ اپنے ایمان میں بھی ترقی کرتے چلے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شامل ہو گئے ۔

میں ان باتوں کا تذکرہ نہ کرونگا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **سیرۃ** سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ زیادہ تر ان امور کا ذکر کرونگا جو خود حافظ معین الدین صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں ۔

صبر و قناعت | **حافظ معین الدین** صاحب بہت بڑے صابر اور زاہد انسان تھے انکی ضروریات زندگی بہت ہی مختصر تھیں سوال کرنے سے ہمیشہ انکو نفرت تھی ۔ اپنی **حالت** اور **ضرورت** سا انہوں نے بھی بہت ہی کم کرتے تھے ۔ حضرت اقدس کی ابتدائی زندگی میں یہ سبق انکو حضرت ہی کی زندگی اور اسوہ حسنہ سے ملا وہ دیکھتے تھے کہ **حضرت اقدس** کسی طرح پر کم سے کم خرچ میں نہ صرف اپنا گزارہ کرتے ہیں بلکہ دوسروں سے بھی سلوک کرتے ہیں اس تعلیم نے حافظ صاحب میں جہاں ایک طرف **قناعت** اور صبر پیدا کر دیا تھا دوسری طرف دوسروں سے **سلوک** اور **خبر گیری** کی عادت بھی بدرجہ کمال پیدا کر دی تھی ان ایام عسر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ صاحب کو اکثر فرمایا **حافظ!** یہ تھوڑے دن ہیں **خدا تعالیٰ** نے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے کئے ہیں اور اسکی طرف سے بڑی بڑی برکتیں آئینگی

حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ ان باتوں کو سن کر کبھی تعجب نہیں کیا کرتا تھا البتہ یہ کہا کرتا تھا کہ **مرزا جی!** جو فضل اور نعمت اب ملی ہوئی ہے یہ کیا کم ہے ؟ پھر جب بہت لوگ آجائینگے تو میں کہاں رہونگا ۔ اسپر حضرت صاحب ہمیشہ انکو تسلی دیتے کہ **حافظ!** تو **میرے پاس ہی رہیگا** غرض حافظ صاحب میں صبر اور **قناعت** بہت بڑی تھی یہانتک کہ جب وہ زمانہ آگیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے الہام و وحی سے مشرف ہو کر دعویٰ کیا اور لوگ کثرت سے آنے لگے تو حافظ صاحب پھر بھی اسی مقام پر رہے جو انکو پہلے سے **حاصل** تھا ۔ حضرت صاحب کی **شفقت** اور **محبت** زیادہ ہی تھی اور **روزانہ** حافظ صاحب کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملتا ۔ حضرت مسیح موعود نے خود انکے زہد و **قناعت** کے متعلق بارہا فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات حافظ معین الدین نے توت کے پتوں پر گزارہ کر لیا ہے اور سوال نہیں کیا اور ہمیشہ جب انکا ذکر فرماتے تو نہایت محبت سے کرتے ۔

نماز باجماعت کی پابندی | نماز باجماعت کی عملی تعلیم بھی انہوں نے حضرت صاحب کی صحبت میں پائی ۔ حضرت کی صحبت ہی اسی غرض سے انکو نصیب ہوئی تھی حافظ صاحب خود **مؤذن** تھے **حضرت اقدس** کے زمانہ میں بھی مؤذن بالعموم تھے اور اگر کوئی دوسرا آدمی **اذان** کہدیتا تو انکو ناگوار گزرتا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کو اذان کہنے اور پہلی **صف** میں کھڑے ہونے کا ثواب معلوم ہوتا تو اسپر قرعہ اندازی کرتے حافظ جی کی معرفت اس بارہ میں **عین الیقین** کے درجہ تک پہونچی ہوئی تھی اول وقت **نماز** کی اذان کہتے اور سب سے پہلی **صف** میں کھڑے ہوتے اور حتی الوسع وہ اس مقام پر کھڑے ہوتے کہ حضرت کے ساتھ ہی جگہ ہو ۔ باوجودیکہ **نابینا** تھے اور رہنے کے لئے بیچارے عموماً **خانہ بدوش** ہی رہتے آج اس حجرے میں ہیں تو کل کسی دوسرے حجرے میں اور بعض اوقات مسجد سے واپس ہوتے ۔ مگر بارش ہو آندھی ہو گرد آ رہا ہو تیز دھوپ ہو وہ اول وقت

پہونچتے اور اذان کہتے اور پہلی صف میں جگہ پاتے اوقات نماز کی معرفت بھی نہایت عمدہ ہو گئی تھی کہ ٹھیک وقت پر وہ مسجد کی طرف آجاتے بلکہ اونکا وجود دوسروں کیلئے ایک خطا نہ کرنیوالی گھڑی تھا مگر ان میں احتیاط یہانتک تھی کہ جب جماعت ہو رہی تھی اور گھڑیاں ہی آگئیں تو آتے آتے دریافت کرلیا کرتے تھے کتنے بجے ہیں؟ نماز کی باجماعت پابندی کے علاوہ نوافل اور تہجد بھی التزام سے پڑھتے تھے اور یہ نعمت بھی حضرت ہی کی صحبت میں انہیں ملی تھی۔

تبلیغ و اشاعت کا شوق باوجودیکہ نابینا تھے اور علوم ظاہری سے اونکو حصہ نہ ملا تھا مگر حقیقت میں سچے علوم اور معرفت الٰہی کا ایک خزانہ اونکے پاس تھا۔ تبلیغ کا بہت جوش اونکے دل میں تھا پہلے انھوں نے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کی اور مجھکو معلوم ہے کہ قریباً ہر روز جا کر رات کو اونکو وعظ کیا کرتے تھے پھر دوسرے لوگوں کو بھی جب موقعہ ملتا تھا وعظ کرتے لیکن ایک عجیب بات جس کا مجھکو ہی علم ہے میں بیان کرتا ہوں اس سے انکی جرات اور تبلیغ کیلئے صادق جوش کا اندازہ ہوسکیگا

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں اپنے گھر میں عشا کی نماز کے بعد لیٹا ہوا تھا کہ میرے کان میں سورۃ ق کی تلاوت کی آواز آئی اور آواز بھی حافظ معین الدین صاحب کی میں حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے۔ آخر میں اندر سے نکلکر اپنے مکان کے برآمدہ میں آگیا موسم سرما کے دن تھے میرے مکان کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دائی کا گھر ہے اس دائی کے دو بیٹے میاں حاکو اور میاں نا کو چونکہ مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین صاحب کے معتمد اور کارندے تھے اور اسوجہ سے انکو وہاں کے دوسرے باشندوں پر ایک قسم کی حکومت حاصل تھی اور اسی وجہ سے ایک قسم کی نخوت پیدا ہوگئی تھی۔ برآمدہ میں آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ حافظ معین الدین صاحب انکی ڈیوڑھی میں انکو وعظ کررہے ہیں۔ میں بھی شوق سے وہاں چلا گیا وہاں جانے پر میرے تعجب کی حد نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ انکے گھر کے سب چھوٹے بڑے بیٹھے ہوئے ہیں اور حافظ صاحب کو نہایت ادب سے انھوں نے اونچی جگہ بٹھایا ہوا ہے اور حافظ صاحب نے وعظ شروع کیا ہوا ہے۔ میں بھی ایک طرف بیٹھ گیا اور حافظ صاحب نے خوب کھول کھول کر تبلیغ کی اور انبیاء علیہم السلام کے منکروں کا کیا حال ہوتا ہے بتاتے رہے عذاب جہنم سے ڈرایا۔ بیہودہ موت کا یقین دلایا۔ غرض وعظ ایسے انداز اور رنگ کا تھا کہ پتھر دل کو بھی نرم کرے۔ حافظ صاحب نے میرے جانے پر اتنا تو پوچھا کہ شیخ صاحب ہیں؟ میرے جواب پر اچھا کہہ کر پھر وعظ فرماتے رہے جو غلطیاں وہ اپنے علم اور ایمان میں سننے والوں میں ایمانی اعتقادی یا عملی جانتے تھے ان سے منع کیا۔ جب وعظ ختم کر چکے تو اٹھ کر چلے اور میں بھی نکلا میرے ساتھ ہی میرے مکان پر آئے اور مجھکو کہا کہ اصل بات یہ ہے ان لوگوں کو کوئی وعظ نہیں کرتا لوگ ان سے ڈرتے ہیں تو میں نے کہا کہ میں کیوں نہ کروں اگر چار گالیاں بھی دے لیں گے تو میرا کیا بگڑتا ہے حق تو پہونچ جائیگا۔ میرے ذمہ تو جواب نہ رہیگا کہ تو نے کیوں نہیں پہنچایا۔ ان کے سوا دو اور آدمی ہیں اونکو بھی میں نے وعظ کرنا ہے۔

میں نے پوچھا وہ کون ہیں کہا کہ ایک میراں بخش حجام ہے وہ اپنے آپ کو تمام دنیا کا عقلمند سمجھتا ہے اور چونکہ بڑے آدمیوں سے اس کا بھی تعلق رہتا ہے اور بظاہر نرم نرم باتیں کرتا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے اور کسی کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔

اور ایک اور ہے مگر وہ مرد نہیں میرے ساتھ حافظ صاحب کو للہ محبت تھی میرے بہت اصرار پر بتایا کہ تائی صاحبہ ہیں انکو بھی میں نے ضرور وعظ کرنا ہے۔ انکی طبیعت بھی سخت ہے چونکہ ہمیشہ انھوں نے حکومت کی ہے اس لئے وہ بھی کسی کی بات نہیں مانتے۔

میں اس ندامت اور شرمندگی کا اظہار نہیں کرسکتا جو حافظ صاحب کے اس جوش کو سنکر میرے دل میں پیدا ہوئی میں میاں حاکو۔ ناکو کا دیر سے ہمسایہ تھا اور وہ میری بہت عزت وتکریم کرتے اور میری باتوں کو سن بھی لیتے مگر حافظ صاحب والا جوش اور خیال مجھکو ایکدن بھی پیدا نہ ہوا۔

میں نے کہا حقیقت میں حافظ جی آپ نے بہت ہی عمدہ انتخاب کیا ہے ان لوگوں کو کوئی وعظ نہیں کر سکتا تھا مگر آپ نے خوب کھول کر سنایا۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہاں آئے کیونکر؟ تو کہا کہ میں نے آج اونکو کہا تھا کہ ایک بہت ہی ضروری کام ہے میں رات کو آونگا اور آ گیا۔ اور سب کو اکٹھا کر کے کہا کہ ایک بات تم کو سنانی ہے تم سن لو جب انھوں نے کہا کہ کیا بات ہے تو میں نے وعظ شروع کر دیا۔ اور پھر سب خاموش ہو کر سنتے رہے

حافظ صاحب کے اس واقعہ سے جو میری آنکھوں نے دیکھا مجھکو یقین ہو گیا کہ اگر کوئی شخص اخلاص اور للہیت سے خدا کا پیغام پہونچانے کے لئے عزم کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضایع نہیں کرتا۔ اور جب صداقت انسان کے دل میں گھر کر لیتی ہے تو دنیا کی کوئی تکلیف اور کوئی ذلت ذلت نہیں رہتی یہی راز ہے جو انبیا علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کے عمل میں پایا جاتا ہے جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی ذلت کے اختیار کرنے کو تیار ہو جاتا ہے، تب ہی حقیقی عزت کا وارث ہوتا ہے اور جب تک دنیا کی جھوٹی عزتوں کا احساس رہتا ہے اسیوقت تک ایک خوف پیدا ہوتا رہتا ہے اور یہ ایک بھوت ہے جو خود انسان کے اندر سے پیدا ہو جاتا ہے اور پھر اس سے پست ہمتی اور مایوسی کے بچے پیدا ہونے لگتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے لاتحزنوا ولا تھنوا انتم الاعلون ان کنتم مومنین کی تعلیم دی اور صاف صاف فرمایا کہ مجھ سے ہی ڈرو اور کسی سے مت ڈرو حقیقت میں جب خدا کا خوف انسان کے دل پر مستولی ہو جاتا ہے تو وہ حکمت اور دانش کا ایک چشمہ انسانی قلب میں پیدا کر دیتا ہے جو ہر وقت اسکو سیراب اور شاداب رکھتا ہے اور پھر دنیا کی تمام ہستیوں کے خوف اس کے اندر سے نکل جاتے ہیں۔ اوس وقت وہ جابر سے جابر بادشاہ کو بھی تبلیغ حق سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ اوسکو یقین ہوتا ہے کہ حکومت اور سلطنت کا عطا کرنے والا اسکے عرش دل پر موجود ہے۔

حافظ صاحب کی اس عملی مثال نے مجھ کو ہمیشہ شرمندہ کیا اور آج ان سطور کو لکھتے ہوئے بھی میں انکے مطمئین قلب کا ایک احساس پاتا ہوں حافظ صاحب کی یہ تبلیغ کیا رنگ لائی؟ میں نے دیکھا کہ اس کے بعد ان لوگوں کی حالت میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی۔ اور اب اس گھر میں بعض عورت مرد احمدی ہیں اور حضرت تائی صاحبہ قبلہ بھی سلسلہ میں داخل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کرنے والی ہوئیں جو تائی آئی کے الفاظ میں ہوا تھا اور اس وقت کسی کو سمجھ میں نہ آئی تھی کہ تائی کا کیا مطلب ہے؟

یہ ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں ایک تو حضرت خلیفہ ثانی کی خلافت کی پیشگوئی ہے کیونکہ ان کے ہاتھ پر ہی بیعت ہو تو حقیقی معنوں میں تائی صاحبہ ہیں اگر حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت ہوتی تو انکی تو وہ تائی نہ تھیں اور حضرت صاحب کے ہاتھ پر ہوتی تب بھی نہ ہوتیں دوسرے یہ کہ حضرت خلیفہ ثانی ایداللہ بنصرہ کی خلافت کے عہد تک تائی صاحبہ کا زندہ رہنا اور تیسرے انکا بیعت میں داخل ہو جانا۔

اور اب تو خدا کے فضل سے اس گھر میں شاید ایک دو ہی رہ گئے ہیں جنھوں نے بیعت نہ کی ہو بہر حال حافظ صاحب نے اپنے وعظ کا پروگرام مجھے یہ بتایا۔ شہر کے بعض دوسرے لوگوں کے گھروں میں اور جنگل وغیرہ جا کر بھی مختلف اوقات میں وعظ کیا کرتے تھے مگر وہ ایک ایک گھر کو اس کام کیلئے منتخب کیا کرتے تھے۔ اور اس طرح پر تمام عمر تبلیغ کے لئے موقع کی تلاش میں رہتے اور کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

(باقی آیندہ)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک انقلابی دن

یعنی

۱۴ مارچ کا ایک اہم اور تاریخی دن

آج ۱۴ مارچ کا دن ہے اس دن کو سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں بہت بڑی عظمت اور قبولیت حاصل ہے جسطرح پر ۱۴ کا عدد روحانیات اور الہیات میں ایک کامل عدد ہے۔ اسی طرح پر یہ تاریخ سلسلہ کمال اور عروج کے ساتھ ایک خاص مناسبت رکھتی ہے ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک انقلاب پیدا ہوا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ۱۳۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو وفات پائی تھی۔ اور آپ کی وفات کے ساتھ ہی جماعت میں تفرقہ اور شورش پیدا کرنے کے لئے "اعلان ضروری" کے نام سے بدقسمت مولوی محمد علی نے ایک گہری سازش کے بعد ایک پمفلٹ شایع کیا۔ مگر خدا تعالے نے جسکو اپنے ہاتھ سے معطر کیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس پاک نفس کے متعلق اس کی ولادت سے بھی پہلے بشارات دی ہوئی تھیں اس اہم اور تاریخی دن میں

کھڑا کیا اور سلسلہ کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی

اسطرح پر یہ دن جو ۱۴ مارچ کا دن ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں حقیقی معنوں میں یوم الخلافت کہلانے کا مستحق ہے۔ احمق اور نادان ہوگا وہ شخص جو اس سے یہ نتیجہ نکالے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دن یوم الخلافت نہ تھا۔ وہ بھی سلسلہ میں ایک عظیم الشان انقلاب کا دن تھا۔ کیونکہ مسیح موعود ہم میں سے رخصت ہوگیا۔ اور پہلا ہاتھ خلیفہ اول کے ہاتھ میں دیا گیا لیکن اس وقت جماعت کے افراد نے مصلحت الہی کے ماتحت اس امر پر اتفاق کیا اور خدا کی مشیت نے قدرت ثانی کے مظہر اول کے ہاتھ پر جمع کردیا۔ لیکن ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو جو طوفان مخالفت نے جماعت کی برگزیدہ قوم میں مولوی محمد علی اور ان کے رفقاء نے پیدا کیا۔ وہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔

خود مولوی محمد علی اور ان کے رفقاء کو یہ یقین کامل تھا۔ کیونکہ سلسلہ کے تمام کاروبار میں وہ دخیل اور اہل الرائے تھے اس لیئے ان کی قوت و طاقت کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ غرض یہ ایک مسلم امر ہے کہ خلافت ثانی کی جو مخالفت ہوئی اور جس زور اور جوش کے ساتھ یہ لوگ مسلح ہوکر کھڑے ہوگئے۔ وہ ایک خیالی اور منصوبہ کے نتیجہ سلسلہ کے ہلا دینے کے لیئے کافی سے بڑھ کر تھے۔ مگر خدا تعالے نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا اور جسکو چاہا برگزیدہ کرکے بتا دیا کہ خلافت کا عطا کرنا فضل ربی کا کام ہے وہی خلیفہ بناتا ہے اور وہ آپ ہی اس خلافت کو ایک قوت اور استحکام بخشتا ہے۔

آج اس واقعہ پر آٹھ سال گذر گئے اور اس کا ہر دوسرا دن پہلے سے اپنی قوت واثر میں بڑھتا گیا اور آج اس درخت کی شاخیں اکناف عالم میں پھیل گئی ہیں۔

خدا تعالے کی کچھ عجیب قدرت ہے کہ اس مارچ کے مہینے کو خلافت ثانیہ کے ساتھ خاص "تعلق" ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بعض الہام ایسے ہیں۔ جو مارچ کے مہینہ میں ہوئے اور ان واقعات سے ان کا تعلق ہے ان سب الہامات کے یہاں درج کرنے کی گنجائش نہیں مگر چند ایک کا درج کرنا اسی لئے ضروری ہے کہ اس سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

(۱) ۲ مارچ ۱۹۰۷ء ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا (ترجمہ) اے اہلبیت خدا تعالےٰ نے تم سے ناپاکی کو دور کرنیکا ارادہ کیا ہے اور تم کو ایسا پاک کریگا ۔ جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے ۔

(۲) ۔ ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائیں گے اور بعض چھوڑ دیئے جائیں گے ۔ ۳ مارچ

(۳) ۔ ۴ مارچ ۱۹۰۷ء ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا ۔ ترجمہ ۔ اے اہل بیت خدا تعالےٰ نے تم سے ناپاکی کو دور کرنیکا ارادہ کیا ہے ۔ اور تم کو ایسا پاک کریگا ۔ جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے ۔

(۴) ۔ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ ۔ ترجمہ ۔ اور کشتی جودی پر ٹھہر جائیگی (نوٹ) یہ الہام اس قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے ۔ وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی ۔ پس پانی خشک کیا جاویگا ۔ اور جو کچھ ہمارا ارادہ ہے ۔ ہم پورا کرینگے ۔ اور کشتی جودی پر ٹھہر جاوے گی ۔

(۵) ۔ یکم مارچ ۱۹۰۷ء ۔ زلزلہ آنے کو ہے ۔

(۶) ۹ " " ۔ زلزلہ آنے کو ہے ہمارے لئے عید کا دن ۔

(۷) ۹ ۔ مارچ ۱۹۰۷ء رَبِّ لَا تُرِنِیْ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ ۔ رَبِّ لَا تُرِنِیْ مَوْتَ اَحَدٍ مِّنْہُمْ ترجمہ ۔ اے میرے رب مجھے قیامت کا زلزلہ نہ دکھلا اے میرے رب ان میں سے کسی کی موت مجھکو نہ دکھلا

(۸) ۔ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً (ترجمہ) میں اپنی فوجوں کے ساتھ اچانک تیرے پاس آونگا ۔ (۲) وَلِنَجْعَلَ لَکَ سُہُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ (ترجمہ) اور تجھکو ہر بات میں تیرے واسطے آسانی کردوں ۔ (ص)

اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (ترجمہ) تحقیق تیرا رب کرنیوالا ہے جو کچھ چاہتا ہے ۔ ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء

(۹) اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ ۔ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الْاَبْتَرُ (ترجمہ) تحقیق ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ۔ پس نماز پڑھ اپنے رب کے لئے اور قربانی کر تحقیق تیرا دشمن بے نسل ہے ۔ ۳ مارچ ۱۹۰۷ء

(۱۰) ۔ ۳۰ مارچ ۱۹۰۷ء ۔ مقام او ببین از رہ تحقیر ۔ بدورانش رسولان ناز کردند ۔

اب ہر شخص جو بصیرت رکھتا ہے اور جسکو حق و صداقت کے ساتھ بغض و عداوت نہیں ۔ خدا کے لئے غور کرے کہ مارچ کے مہینہ میں خدا تعالےٰ کی یہ کہلی کہلی اور روشن وحی اور مصفیٰ کلام اس بات کو نہیں بتا رہا کہ کچھ حوادث اور واقعات اس مہینے میں ایسے ہونیوالے ہیں ۔ جو اہل بیت کی تطہیر اور عظمت کے ثبوت کے لئے دلیل ہونگے ۔ اور ایک حیرت انگیز زلزلہ آنے والا ہے ۔ اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کا ثبوت دیگا ۔ کہ وہ فعال لما یرید ہے ۔ اور اولاد کے متعلق اعتراض کرنے والوں کو بتایا ۔ کہ ابتر تو دشمن ہی ہے ۔

میں اگر ایک ایک وحی الٰہی کی تشریح کروں تو یہ مضمون بہت طویل ہو جاویگا ۔ میں نے صرف اشارہ کیا ہے ۔ ذوق پسند طبائع خود اس سے فائدہ اٹھائینگی غرض مارچ کا مہینہ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے ۔ اور ۱۴ مارچ کی تاریخ یوم الخلافت ہے ۔ آٹھ سال پیشتر کے ان واقعات اور حالات کو دوہرانا آج سلسلہ کے دیکھنے والوں کو ایک حیرت اور تعجب معلوم ہوگا ۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ سلسلہ کی عزت واقبال کو چار چاند لگ گئے ہیں ۔ اور جماعت کی ترقی بہت سرعت سے بہنے والے سیلاب کیطرح بڑھ رہی ہے ۔

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء تک سلسلہ احمدیہ کا کوئی مبلغ افریقہ کے جنگلوں میں تبلیغ نہ کر رہا تھا۔ مگر آج ہم بجا فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہاں خدا تعالیٰ نے ایک ایسی جماعت کھڑی کی ہے جو عاشقانہ رنگ رکھتی ہے اور اس جماعت کو خدا تعالیٰ نے ایک ایسے آدمی کے ہاتھ پر قوت دی ہے جو سلسلہ کے افراد میں ایک عام آدمی تھا۔ اس کی قوتیں اور قابلیتیں ظاہر ہونے نہ دی جاتی تھیں۔ اس لئے کہ وہ لوگ جو جماعت سے منقطع ہوئے وہ یہی چاہتے تھے کہ سلسلہ کے تمام کاموں کے واحد اجارہ دار رہیں اور دوسرے لوگوں کو خواہ وہ قابلیت اور انتظامی قوت میں ان سے کیسے ہی فایق اور قابل کیوں نہ ہوں یہ موقع نہ دیا جاوے۔ مگر خلیفہ ثانی نے جماعت کے ایمان کو ترقی اور نشوونما دینے کے لئے سلسلہ کے نازک اور اہم کام ان لوگوں کے سپرد کر دیئے جو منکرین کی نظروں میں معمولی اور عامی تھے۔ یہ کیوں ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت ثانی کا ایک زندہ اور روشن ثبوت ہے کہ درا صل سلسلہ کا حامی خدا ہے اور سلسلہ کا مدار کسی شخصیت پر نہیں۔ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو دنیا میں یہی زندہ ایمان خدا تعالیٰ پر پیدا کرنے کے لئے آئے تھے وہ ایمان جو انسان کے اندر ایک خارق عادت تبدیلی پیدا کر دیتا ہے اور جو اس کی سفلی اور گناہ آلودہ زندگی پر ایک موت وارد کر کے اسکو اٹھا دیتا اور خدا کے قرب اور حضور کی عزت عطا کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جنہوں نے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں ایک وقت گذارنے کے بھی اس راز کو نہ سمجھا۔ اور اپنی شخصیت اور ہستی ہی کو سلسلہ کا عماد اور ستون سمجھنے لگے۔ غرض حضرت خلیفہ ثانی نے وہ تمام کام ان لوگوں کے ہاتھ میں دیکر اور کامیابی سے چلا کر دکھا دیا کہ سلسلہ کسی شخص کا رہین منت اور محتاج نہیں۔

بلکہ یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ کسی کو کام کرنے کا موقعہ دے۔ اس آٹھ سال کے عہد سلطنت نے جو ترقی کی ہے اور مختلف طریقوں سے جماعت نے جو عزت اور مقام حاصل کیا ہے اس کی تفصیل ایک کتاب لکھوانا چاہتی ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دیگا۔ وہ اس کو لکھیگا۔ میں محض اصولی طور پر خاص امور کا تذکرہ کرونگا۔

(۱) سب سے پہلی بات جس کو میں ظاہر کرنی چاہتا ہوں منصب خلافت کی عظمت کا قایم کرنا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خلافت اول کے عہد میں بھی ہم خلافت کے قائل اور اس کے دامن کے ساتھ وابستہ تھے مگر خلافت کے دشمنوں نے کھلے کھلے طور پر مخالفت نکی تھی۔ اس لئے کھلی کھلی قدرت ثانی کا موقعہ بھی نہیں آیا لیکن جب خلیفہ اول کی وفات پر مخالفت کا پھوڑا پھوٹ گیا۔ اور اندر ہی اندر پکنے والے مواد نے ناسور کی صورت اختیار کر لی۔ تب منصب خلافت کی حقیقت کے اظہار کا بھی وقت آگیا۔

اس کے لئے میں الحکم کے پڑھنے والوں کو توجہ دلاؤنگا۔ کہ وہ منصب خلافت کو غور سے پڑھیں۔ اس سے انہیں معلوم ہوگا۔ کہ جس ہاتھ پر خدا نے انکو جمع کیا ہے وہ معمولی دل و دماغ کا انسان نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے علم و معرفت کے دروازے اس پر کھول دیئے ہیں اور جس مقام پر اس کو کھڑا کیا ہے اس حقیقت اور کام کا اس کو کامل شعور عطا فرمایا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ کہ اس کا نصب العین کیا ہے۔ اور وہ جماعت کو کس مقام پر لے جانا چاہتے ہیں۔ اور پھر یہی نہیں کہ خیالی اور ذہنی طور پر ایک بات کہدی گئی ہو بلکہ عملی رنگ دیکر حصول مقاصد کے ذرائع کو اختیار کیا ہے۔

جماعت کو جماعت کی حیثیت دینے کے لئے کامل ...

اور فرمانبرداری کی روح ان میں پیدا کر دی۔ اور مختلف مقامات پر جماعتوں کے تیر بنا کر اس امر کو دکھا دیا کہ قوم کے اندر یہ مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ اپنے بھائی کی اطاعت کرنے کے لئے ہر وقت تیار میں کہا جا سکتا تھا۔ کہ خلافت کی اطاعت اور وفاداری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی شخصیت اور اثر ایک محرک ہے۔ لیکن آپ نے مختلف مقامات پر امرا کا سلسلہ قائم کیا۔ اور خاص مرکز میں بعض اوقات اپنی غیر حاضری کے ایام میں ایسے لوگوں کو امیر مقرر کر دیا جو خاندان خلافت سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔ بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو آپ نے اپنی غیر حاضری کے ایام میں ہمیشہ دوسرے ہی لوگوں کو اپنا نائب اور امیر مقرر کیا۔ جنکو رشتہ کے لحاظ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

اور خاندان خلافت کے تمام ممبر جو اسوقت مرکز میں موجود تھے۔ انہوں نے نہایت اخلاص اور وفاداری کے ساتھ ان لوگوں کی اطاعت کی جماعت کی تنظیم ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑی مشکل اور محنت سے میسر آتی ہے اور مختلف خیال اور مختلف مذاق لوگوں کو ایک سلسلہ میں منسلک کر کے اطاعت و وفاداری کا جوش اخلاص کے ساتھ ان میں پیدا کر دینا معمولی امر نہیں ہے۔ لیکن آج جو شخص بھی سلسلہ عالیہ کے انتظام جماعت کو دیکھتا ہے۔ اسکو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ جو ہاتھ اس میں کام کر رہا ہے۔ وہ کسی معمولی انسان کا ہاتھ نہیں۔ بلکہ اس کے اندر خدا کے ہاتھ کی قوت مخفی ہے۔ اس کی آواز میں ایک اثر اسکے الفاظ میں ایک جذب اور اس کے اعمال میں حرکت پیدا کرنے کی مخفی طاقتیں ہیں۔

پس اس حقیقت کے آشکار کرنے میں ایک فرو گذاشت کا مرتکب ہونگا۔ اگر یہ نہ بتاؤں کہ جن لوگوں نے جماعت سے قطع تعلق کیا۔ انہوں نے بالمقابل خلافت کی عزت و عظمت کو مٹانے کے متعدد اشخاص کو خلیفۃ المسیح کے نام سے خطاب دیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب ان لوگوں نے لاہور میں ایک جلسہ کر کے چند اشخاص کو خلافت کے کرتے تقسیم کئے تو اسوقت بھی مجھے قادیان کا ایک واقعہ یاد آتا۔ اور دیر تک اپنی طرف متوجہ کر لیتا تھا۔ اور اب بھی اسکو بیان کئے بغیر گذر نہیں سکتا۔ اللہ تعالے علیم ہے۔ کہ کسی شخص کی تذلیل میرا مقصد نہیں۔ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان ہمیشہ ممتاز اور معزز اور حکمران چلا آیا ہے۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب مرحوم اپنی شوکت و اقبال میں اور اس زمانہ زوال میں بھی ایک فرد واحد تھے۔ مگر ان کا رحم اور کرم قادیان کے لوگوں کو شرارتوں کا موقعہ دیتا رہتا تھا۔ چونکہ یہ خاندان تو حکمران خاندان تھا۔ اس لئے اوائل سلطنت انگریزی میں اپنی رعایا کے بعض افراد کو انہوں نے نمبردار وغیرہ بنوا دیا۔ اور وہ لوگ رفتہ رفتہ اپنی کچھ واقعیت سمجھنے لگے۔ اور آئے دن کسی نہ کسی رنگ میں مخالفت کرتے رہتے۔ اس لئے قادیان کی مخالفت مجھے کبھی اعجوبہ نہیں معلوم ہوئی۔

غرض ان مخالفت کرنے والوں میں ایک جلاہا بھی تھا۔ اور وہ بھی نمبردار تھا۔ اس سے اور کچھ تو بن نہ آتا تھا۔ اپنے ایک پوتے کا نام غلام مرتضیٰ رکھ لیا۔ لیکن محض نام رکھ لینے سے وہ قوت اور شوکت جو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ خان مرحوم کو حاصل تھی۔ شنگی جلاہے کے پوتے کو حاصل نہیں ہو سکتی ٹھیک اسی طرح پر ہمارے ان مخالفین نے لاہور میں جا۔ خلیفۃ المسیح بنائے اور خدا کی قدرت ہے کہ ان میں سے ایک تو حضرت خلیفۃ المسیح کے واہن

بقیہ مضمون صفحہ (۲)

سے گو نہ فارغ ہو نگے اس تحفہ کے پڑھنے کے لئے وقت نکال سکیں گے پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی مصروفیت شہزادہ ویلز کی تشریف آوری لاہور کی تقریب کے موقعہ پر شمولیت کے لئے رہی - کیونکہ ہز اکسلنسی گورنر پنجاب نے آپ کو مدعو کیا تھا - ۲۳ فروری ۱۹۲۲ء کو آپ لاہور تشریف لے گئے - اس سفر کو خدا تعالیٰ نے کامیاب فرمایا - آپ نے اپنی جماعت کو جو دو ہزار کے قریب لاہور میں جمع ہو گئی تھی اور جسکو ایک خاص مقام دیا گیا تھا کو تاکید فرمائی تھی کہ وہ جب پرنس کو دیکھے تو اس کے لئے نہایت اخلاص اور خشوع کے ساتھ دعائیں کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دولت اسلام سے مالا مال کرے اور جس طرح وہ دنیا کی عزت اور اقبال اور بادشاہی کا وارث ہے وہ روحانی سلطنت کا بھی وارث ہو اور اسی نیت سے اسکو سلام علیکم اہلاً و سہلاً مرحبا کہے جسپر جماعت نے عمل کیا اور ہزاروں انسانوں نے اس وقت بھی دعائیں کیں اور لاکھوں اب کرتے رہیں گے - لاہور میں آپ نے متعدد تقریریں کیں اور بعض معزز لوگوں کو انٹرویو کا موقعہ دیا جنکی تفاصیل ممکن ہوا تو دوسری جگہ یا دوسری موقعہ پر دینگے

لاہور میں روحانی مائدہ خلافت اور اسکے کچھ شکر پارے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ لاہور تشریف لیگئے تو آپ کے سفر کی غرض و غایت سلسلہ کی عظمت و صداقت کا دلوں میں قائم کرنا تھا چنانچہ آپ نے کوئی موقعہ ایسا ہاتھ سے جانے نہیں دیا جس میں تبلیغ ہدایت کا کام نہ کیا ہو - ۲۵ فروری ۱۹۲۲ء کی شام کو بعد نماز مغرب آپ نے ایک تقریر ۵۵-۷ پر شروع کی اور ۱۰ ایکر

۱۰ منٹ پر ختم فرمائی - پوری تقریر جسکو اللہ تعالیٰ توفیق دیگا اور جب چاہے گا شایع ہو جائیگی میں اس کے جستہ جستہ حصے شایع کرنے کی کوشش کرتا ہوں اس کے لئے میں برادر مکرم شیخ عبدالرحمان قادیانی کا خصوصیت سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے محض میری غذائے روحانی کے طور پر اس وسیع دسترخوان نعمائے روحانیت کا النوش بھیجا تھا اور میں نے قارئین الحکم کو اس میں شریک کرنا ضروری سمجھا - یہ خلاصہ عموماً حضرت کے الفاظ میں ہے تاہم اسے ہمارے اپنے الفاظ میں ہی کہنا چاہئے - ایڈیٹر

ہمارا مقصد (۱) اور نصب العین

دل چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کو کوئی کلمہ خیر ہم سے پہونچ ہی جائے جس سے جماعت ایسی حالت تک پہونچ جائے کہ وہ مکمل حالت ہو تا کہ یہ فکر باقی نہ رہے۔

لوگ ہندوستان چاہتے ہیں ہم عرش الرحمٰن چاہتے ہیں - انسانی دل عرش الٰہی ہے کوئی دل حق کا پیاسا مل جاتا ہے تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارا مدعا حاصل گیا۔

(۲) انما الاعمال بالنیات

انسان جب کسی کام کو کھڑا ہوتا ہے تو اسے اول علم ہونا چاہیئے کہ کیا کرنا ہے اور کیوں کرنا ہے؟ ہر ایک کام کے لیے ایک نیت کا ہونا ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے - انما الاعمال بالنیات اور جب انسان اپنی پیدایش کی غرض کو مدنظر رکھے گا کہ اسکی خلق کی کیا غرض ہے اور مقصد ہے تو اسکے موافق نیت میں اخلاص پیدا ہو سکتا ہے انسانی پیدایش کی غرض خود قرآن مجید میں بیان کی ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون جس کا خلاصہ اور مفہوم یہ ہے کہ

اللہ کے بندے بن جائیں

تو معلوم ہوا کہ اللہ نے ہم کو اپنا بندہ بنانے کو پیدا کیا ہے اب ہر شخص غور کرے کہ کیا وہ **خدا کا بندہ ہے؟ یا نفس کا؟** دنیا میں مختلف قسم کے بندے ہیں بہت ہیں جو **نفس** کے بندے ہیں بہت ہیں جو **بیوی بچوں** کے بندے ہیں بہت ہیں جو **ملک اور قوم** کے **بندے ہیں۔** یہ لوگ ہیں **جو خدا کو بیوی بچوں حتی کہ نفس کو بھی ملک اور قوم پر قربان کر دیتے** ہیں بہت ہیں جو **حکومت** کے بندے ہوتے ہیں۔ غرض دنیا میں اکثر ایسے ہیں کہ وہ **اللہ کے بندے نہیں ہیں** بلکہ اوروں کے بندے ہیں اور بہت ہیں کہ جنکو پیدائش سے موت تک معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ان کی پیدائش کی کیا **غرض** ہے؟

پس تم روزانہ اپنے کاموں کو دیکھو کہ وہ **خدا کے بندے** ہونے کی حیثیت میں کرتے ہو یا دوسروں کے بندے ہو کر اور اللہ تعالیٰ کی پیدائش اور بے انتہا وسعت پر نظر کر کے غور تو کیا کرو کیا اتنی بڑی دنیا خدا نے انسان کے انھیں کاموں کے لئے بنائی ہے **جو وہ روزانہ کرتا ہے؟** اس غور اور فکر کی عادت سے انسان اپنی پیدائش کی **علت غائی** کو سمجھنے کے قابل ہو سکے گا اور امید ہوتی ہے کہ اپنے کاموں میں **اسکو صدق نیت** میسر آئے۔

عبودیت اور (۳) قوائے انسانی کا عطیہ

دوسرا سوال انسان یہ کرے کہ جس خدا نے ہم کو بندہ بنانے کے لئے پیدا کیا ہے اس نے ہم کو قوی کیسے دیئے ہیں اور ہمارے لئے **ترقیات** کے کیا رستے رکھتے ہیں **قوائے انسانی** کا مطالعہ اور **ترقیات** کے راستوں کی واقفیت ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کے اندر حصول مقصد کے لئے ایک تحریک اور جوش کو پیدا کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

اخبار علمیہ

الحکم کے ہر ہر اخبار میں علمی خبروں کا بھی ایک باب انشاء اللہ العزیز رہیگا۔ ایڈیٹر

موٹر اب روئی سے بنا کریگی

امریکہ میں ایک ایسی دھات تیار ہوئی ہے جو لوہے سے بہت بڑھ کر سخت مضبوط اور دیرپا ہے مگر امریکہ کے ایک سائنس دان مسٹر ہنری فراس نے روئی سے ایک ایسی دھات بنائی ہے جس سے موٹر کار انجن چھوڑ کر سب حصے تیار ہو سکیں گے جب تک یہ دھات تیار ہو کر بازار میں نہیں آجاتی ممکن ہے بعض لوگ محض ایک گپ سمجھیں مگر حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو خواص اشیاء عالم میں رکھے ہیں کوئی ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا۔"

جرمنی کی توجہ فلسفہ اور مذہب کی طرف

امریکہ کے ایک مشہور تاجر کتب کا بیان ہے کہ جرمنی پبلک کی توجہ کا اصل مرکز فلسفہ اور مذہب وغیرہ کی تصانیف ہیں اور ان کتابوں کی اشاعت افسانہ و قصص کی کتابوں سے بدرجہا بڑھ کر ہے ایک فلسفی کے روزنامچہ سیاحت کی پچاس ہزار کاپیاں شایع ہو چکی ہیں جو دو بڑی جلدوں میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب پر اعلیٰ درجہ کی کتب کے لئے جرمن میں بہت وسیع میدان ہے ضرورت ہے اسلام کی فلاسفی کا ترجمہ جرمنی زبان میں جلد شایع ہو۔

دہلی کے ڈاکٹر عبدالستار انخیری نے جو شام کے بیروت کالج میں پروفیسر ہیں حال میں عہد اسلامی میں صنایع ہند کے نام سے ایک جرمن زبان میں ضخیم و مصور کتاب تالیف کی ہے جس کو برلن کی ایک کمپنی نے شایع کیا ہے۔

سردی کی شدت سے بعض اوقات جو دانت بجنے لگتے ہیں عام طور پر انہیں دانتوں ہی کی کڑکڑاہٹ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس میں دانتوں کی حیثیت محض فرعی ہوتی ہے دراصل سردی کا اثر جبڑے کے عضلات پر ہوتا ہے یہ عضلات وہی ہوتے ہیں جنکی مدد سے ہم چباتے اور بات کرنے میں منہ کھولتے ہیں۔ (معارف)

یکم دسمبر ۱۹۲۲ء تک "الحکم" بند رہا۔ جلد ۲۵ نمبر کا پہلا پرچہ
۷ دسمبر ۱۹۲۲ء کو نکلا

تو معلوم ہوا کہ اللہ نے ہم کو اپنا بندہ بنانے کو پیدا کیا ہے اب ہر شخص غور کرے کہ کیا وہ خدا کا بندہ ہے؟ یا نفس کا؟ دنیا میں مختلف قسم کے بندے ہیں بہت ہیں جو نفس کے بندے ہیں بہت ہیں جو بیوی بچوں کے بندے ہیں بہت ہیں جو ملک اور قوم کے بندے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو خدا کو بیوی بچوں حتیٰ کہ نفس کو بھی ملک اور قوم پر قربان کر دیتے ہیں بہت ہیں جو حکومت کے بندے ہوتے ہیں۔ غرض دنیا میں اکثر ایسے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے نہیں ہیں بلکہ اوروں کے بندے ہیں اور بہت ہیں کہ جنکو پیدائش سے موت تک معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ان کی پیدائش کی کیا غرض ہے؟

پس تم روزانہ اپنے کاموں کو دیکھو کہ وہ خدا کے بندے ہونے کی حیثیت میں کرتے ہو یا دوسروں کے بندے ہو کر اور اللہ تعالیٰ کی پیدائش اور بے انتہا وسعت پر نظر کر کے غور تو کیا کرو کیا اتنی بڑی دنیا خدا نے انسان کے انہیں کاموں کے لئے بنائی ہے جو وہ روزانہ کرتا ہے؟ اس غور اور فکر کی عادت سے انسان اپنی پیدائش کی علت غائی کو سمجھنے کے قابل ہو سکے گا اور امید ہوتی ہے کہ اپنے کاموں میں اسکو صدق نیت میسر آئے۔

عبودیت اور قوائے انسانی کا عطیہ

دوسرا سوال انسان یہ کرے کہ جس خدا نے ہم کو بندہ بنانے کے لئے پیدا کیا ہے اس نے ہم کو قویٰ کیسے دئے ہیں اور ہمارے لئے ترقیات کے کیا راستے رکھے ہیں قوائے انسانی کا مطالعہ اور ترقیات کے راستوں کی کیفیت ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کے اندر حصول مقصد کے لئے ایک تحریک اور جوش کو پیدا کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

اخبار علمیہ

الحکم کے ہر ہ اخبار میں علمی خبروں کا بھی ایک باب انشاءاللہ

موٹر اب روئی سے بنا کرے گی

امریکہ میں ایک ایسی د[illegible] ہے جو لوہے سے بہت بڑھ کر سخت مضبوط اور د[illegible] امریکہ کے ایک سائنس دان مسٹر ہنری فراس نے روئی [illegible] دھات بنائی ہے جس سے موٹر کار انجن چھوڑ کر سب [illegible] ہو سکیں گے جب تک یہ دھات تیار ہو کر بازار میں [illegible] ممکن ہے بعض لوگ محض ایک گپ سمجھیں مگر حقیقت [illegible] خدا تعالیٰ نے جو خواص اشیاء عالم میں رکھے ہیں کوئی [illegible] احاطہ نہیں کر سکتا۔ کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان [illegible]

جرمنی کی توجہ فلسفہ اور مذہب کی طرف

امریکہ کے ایک مشہور تاجر کتب کا بیان ہے کہ جرمنی پبلک کی توجہ کا اصل مرکز فلسفہ اور مذہب وغیرہ کی تصانیف ہیں اور ان کتابوں کی اشاعت افسانہ و قصص کی کتابوں سے بڑھ کر ہے ایک فلسفی کے روز نامچہ سیاحت کی پچاس ہزار کاپیاں شایع ہو چکی ہیں جو دو بڑی جلدوں میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب پر اعلیٰ درجہ کی کتب کے لئے جرمن میں بہت وسیع میدان ہے ضرورت ہے اسلام کی فلاسفی کا ترجمہ جرمنی زبان میں جلد شایع ہو۔

دہلی کے ڈاکٹر عبدالستار الخیری نے جو شام کے بیروت کالج میں پروفیسر ہیں حال میں عہد اسلامی میں صنایع ہند کے نام [illegible] ایک جرمن زبان میں ضخیم و مصور کتاب تالیف کی ہے جو برلن کی ایک کمپنی نے شایع کیا ہے۔

سردی کی شدت سے بعض اوقات جو دانت بجنے لگتے ہیں عام طور پر انہیں دانتوں ہی کی کڑکڑاہٹ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس میں دانتوں کی حیثیت محض فرعی ہوتی ہے دراصل سردی کا اثر جبڑے کے عضلات پر ہوتا ہے یہ عضلات وہی ہوتے ہیں جنکی مدد سے ہم چباتے اور بات کرنے میں منہ کھولتے ہیں۔ (معارف)